SA82

edited

~~۸۹۱۵۶۳۱~~

~~۲۹۶۲ء~~

عنوان

۱ں

۲۹۷۴ء

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حسب فرمائش جناب حاجی غنی احمد صاحب تاجر کتب ٹپکاپور کانپور و چوک لکھنؤ

دیوان گلشن ہدایت

باہتمام

حبیب احمد ابن جناب حاجی غنی احمد صاحب تاجر کتب

در مطبع رزاقی واقع ٹپکاپور کانپور طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ثنا اُس ذات مُنزّہ و مُبرّا وحدہٗ لاشریک لہٗ کو جس نے گلدستۂ الفاظ چار عناصر بنا بر ترکیب مادۂ اجسام مُرکبہ سے مخلوط کرکے ایک صفحۂ وجود پر قلم قدرت سے نقوش مختلفہ کیے اور حالات رنگہائے رنگین پھر اُس معنی گوہر بلبلۂ بے آب کو نطق و فصاحت و بلاغت و شعر و انشاء و سخن و نکات سے آبدار کرکے مع حواس خمسہ مزین کرکے بر آب کیا بنا بر فحوائے الحمد للہ رب العالمین و نعت مفخر موجودات مخزن ملکوت و جبروت و گوہر ناسوت و لاہوت سید المرسلین تریمہ مرسلین خاتم النّبیین سیّد العرب و العجم۔ انا سید ولد آدم یوم القیامۃ مسبب ولولاک لما خلقت الافلاک علت غائی صلی اللہ علیہ وسلم و چار وزیر گوشۂ مسند نشان خوش کنندۂ آنحضرت دل و جان علی آلہ و اصحابہ التسلیم

بعد حمد و نعت عبد الرشید ابو السادات بن مؤلف رسالہ ہذا ساکن مقام جھوسکا بخدمت ارباب بصیرت و اصحاب حقیقت شعرائے واقف رمز معرفت یہ عرض ہے کہ نسخۂ گلشن ہدایت جس کا ہر کلام مطابق آیات قرآن مجید و اخبار شریف الف سے یے تک تحریر ہے سراپا رنگین نئے طرز نئے کلام پر مضمون و بلاغت ہیں افہام عام تصور مزید ہے جب ناظرین اس دیوان پاک پر نظر ڈالیں گے خیالات شعرائے الگ پائیں گے یہاں عاشق مجازی کا کام نہیں چشم و لب و دندان ابرو و قد و کمر و خال و خد و زلف کا نام و نشان نہیں جو کچھ اسمیں بیان ہے واللہ ایمائے ایمان ہے دیوان مجازی نہیں دیوان حقیقی ہے اکثر غزل خوان آتش و ظفر پر جان دیتے تھے اور تبدیل ذائقہ کے خیال میں تھے اور بیچارے عوام جب لفظ مجازی سے معنی حقیقی پر سمجھنے میں قاصر ہوتے تھے شوق حسرت دل ہی دل میں رکھ لیتے تھے اب ہوشیاران خرامان خبرت آئیں اس کے مضامین کو غور کریں گے میرے لکھے کو اور ہر ایک کے مقصد کو پا جائیں گے فی الواقع یہ وہی رسالہ ہے جس کے اکثر مشتاق تھے دکھائی دیا۔ جو بیمار اس نسخۂ دیوان میں اپنا علاج دیکھے گا ضرور اُس مرض کا علاج تحریر پائے گا۔ دیوان ہی ملاحظہ پر موقوف ہے دیکھو عرق لجۂ تحقیق ہو بفضلہ تعالیٰ حسب طلب مجمع الفضائل حاجی الحرمین شریفین شیخ عبد الغفار صاحب رئیس، ساکن ضلع جلپائی گوڑی مقام گڈراسکے قلمبند کرکے شائع ہوا۔

ردیف الف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے خالقِ ہر جسم و جاں تجھ بن نہیں کوئی مرا
اے رازقِ ہر انس و جاں تجھ بن نہیں کوئی مرا

اے دستگیرِ بے کساں تجھ بن نہیں کوئی مرا
اے چارۂ بیچارگاں تجھ بن نہیں کوئی مرا

اے حافظ و ناصر مرے تجھ بن نہیں کوئی مرا
اے حاضر و ناظر مرے تجھ بن نہیں کوئی مرا

تو ہی مرا معبود ہے تو ہی مرا مسجود ہے
تو ہی مرا مقصود ہے تجھ بن نہیں کوئی مرا

اے بادشاہِ دو جہاں تو ہے پناہِ عاصیاں
میں تجھ سوا جاؤں کہاں تجھ بن نہیں کوئی مرا

اے رازقِ بے دست و پا میں ہوں ترے در کا گدا
رکھتا ہوں تیرا آسرا تجھ بن نہیں کوئی مرا

اے لائقِ حمد و ثنا اے لازوال و لافنا
بگڑی ہوئی میری بنا تجھ بن نہیں کوئی مرا

یاں پالنے والا کوئی اور مارنے والا کوئی
واں بخشنے والا کوئی تجھ بن نہیں کوئی مرا

فرشِ زمیں سے تا فلک اور آسماں سے عرش تک
دیکھا اُٹھا کر جب پلک تجھ بن نہیں کوئی مرا

گی داہنے بائیں نظر پیش و پس زیر و زبر
ہر سو یہی ہے جلوہ گر تجھ بن نہیں کوئی مرا

تو صاحبِ انعام ہے انعام تیرا عام ہے
وہّاب تیرا نام ہے تجھ بن نہیں کوئی مرا

تیرا دیا کھاتا ہوں میں تیری ثنا گاتا ہوں میں
تیرا ہی کہلاتا ہوں میں تجھ بن نہیں کوئی مرا

دکھ درد و غم اُس کا گیا جس نے پکارا یا خدا
سختی میں میرے کام آ تجھ بن نہیں کوئی مرا

جب سے سمجھ آئی مجھے دی تو نے گویائی مجھے
تقریر یہ بھائی مجھے تجھ بن نہیں کوئی مرا

در در سے ٹکرا کر کے سر رکھا تری درگاہ پر
تو بھی نہ کر در سے بدر تجھ بن نہیں کوئی مرا

میں ہوں محض بے سیم و زر بے زور بے کسب و ہنر
لے غیب سے میری خبر تجھ بن نہیں کوئی مرا

میں نیک ہوں یا ہوں بُرا پر نام لیوا ہوں ترا
اب بخش تو یا دے سزا تجھ بن نہیں کوئی مرا

جو خویش و برخوردار ہیں اپنی غرض کے یار ہیں
گو ظاہری غمخوار ہیں تجھ بن نہیں کوئی مرا

مجکو نہ شوقِ حور ہے نے خواہشِ انگور ہے
تیری رضا منظور ہے تجھ بن نہیں کوئی مرا

یہ طائرِ جاں جبس نفس جا گور کا دیکھے قفس
اس کنج میں فریاد رس تجھ بن نہیں کوئی مرا

روزِ ازل کے قول میں دنیا کے رنج و ہول میں
نیکی بدی کی تول میں تجھ بن نہیں کوئی مرا

جب ہاویہ پُر جوش ہو گم ہر کسی کا ہوش ہو
ہر آشنا روپوش ہو تجھ بن نہیں کوئی مرا

جس دم صراطِ نار پر ہونے لگے سب کا گذر
اُس دم رفیق و راہ بر تجھ بن نہیں کوئی مرا

مسلم کی جب آوے اجل یہ کہکے دم جاوے نکل
اے پاک ذاتِ لم یزل تجھ بن نہیں کوئی مرا

شکر ہو کس سے ادا یارب ترے احسان کا
تو نے ہم کو نور بخشا نعمتِ ایمان کا

خود نگاہِ لطف سے تو نے کیا فرماں پذیر
ہم گنہگاروں کو اپنے دفترِ فرمان کا

فرق ہم کھوٹے کھرے کا کس طرح پہچانتے
تو عطا معیار گر کرتا نہیں فرقان کا

آستانِ پاک تیرا قبلۂ حاجات ہے
ہر ملک ہر جا نور ہر جن و ہر انسان کا

لقمۂ غیبی سے اپنے پالنے والا ہے تو
بے پر و بے دست و پا و بے سر و سامان کا

خلد میں بخشے گا تو پھر حور و غلمان و قصور
باغ انگور و کھجور و لیچی و رُمان کا

ہے تو وہ قہار جو تیرے غضب کے سامنے
ہوش گم ہے ہر نبیؑ و غوث عالی شان کا

تجھ سے جبتک اذن محشر میں شفاعت کا نہو
تاب ہے کس کو کہ ہو شافع کسی کی جان کا

بندگی دی چھوڑ تیری جس نے وہ ساتھی ہوا
بیگماں فرعون اُبی ابن خلف ہامان کا

سر پہ اس نمرود کے جوتا لگانا ہے مفید
مغز میں ہو جس کے کچھ نخوت و طغیان کا

غیر کو جس نے یہاں ٹھہرالیا تیرا شریک
جا کے دوزخ میں مزہ چکھے گا اس بہتان کا

نص واضح پر تری لاتا جو ہے عقلی دلیل
شاید اُسکو حال کچھ پہونچا نہیں شیطان کا

لوگ تو سو سو طرح کی نیکیاں رکھتے ہیں پاس
آسرا مسلم کو ہے یارب ترے غفران کا

جو کوئی رکھتا ہے دل میں الفتِ خیر الوریٰ
صادق و کامل وہی ہے امت خیر الوریٰ

ہے اگر منظور اے یارو رضائے کردگار
لو پکڑ دانتوں سے اپنے سنتِ خیر الوریٰ

مظہرِ نورِ خدا ہے رحمتِ پروردگار
ذاتِ مصطفوی وجود حضرت خیر الوریٰ

ہو چکی اُس کی شفاعت آپ پر واجب ضرور
دیکھ لی آنکھوں سے جس نے تربتِ خیر الوریٰ

حق میں اپنے سو کرامت سے کہیں بہتر سمجھ
گر میسّر ہو تجھے یک رویتِ خیر الوریٰ

جس کی چاہے شکل بن سکتا ہے شیطانِ لعیں
ہو نہیں سکتا کبھی وہ صورتِ خیر الوریٰ

اسکے درجے کو پہونچ سکتے نہیں غوث و قطب
زندگی میں جس نے پائی صحبتِ خیر الوریٰ

آپ کے دنیا میں آتے ہی تمام اصنامِ دہر
گر گئے سجدے میں کھا کر ہیبتِ خیر الوریٰ

خصلت و خوئے نبیؐ کیونکر نہ ہو دل کو پسند
ہے مرے حق میں عبادت عادتِ خیر الوریٰ

ہے جہاں قرآن میں کلمہ اطیعوا اللہ کا
ساتھ ہی اُسکے لگا ہے طاعتِ خیر الوریٰ

جانتے تھے رتبۂ نبوی کو بوبکرؓ و عمرؓ
بوجہل سمجھے بھلا کیا عزتِ خیر الوریٰ

وردِ افضل ہے وظیفوں میں کلام اللہ کا
بعد اس کے ہے درودِ رحمتِ خیر الوریٰ

وصف ہر شاعر کیا کرتا ہے اپنے یار کا
تو بھی اے مسلم کیا کر مدحتِ خیر الوریٰ

مطلعِ نورِ ہدا ہے سنتِ خیر الورا
مشعلِ راہِ خدا ہے سنتِ خیر الورا

اصل میں کبریا ہے سنتِ خیر الورا
مغزِ شرعِ مصطفا ہے سنتِ خیر الورا

بوستانِ دینِ حق میں گلشنِ اسلام میں
غنچۂ راحت فزا ہے سنتِ خیر الورا

کیوں نہو لفظِ محمدؐ کلمۂ طیب کے ساتھ
جزوِ توحیدِ خدا ہے سنتِ خیر الورا

پیروِ سنت کی نسیان و خطا کیوں واسطے
شافعِ روزِ جزا ہے سنتِ خیر الورا

اہلِ سنت کو میسر کیوں نہو القائے دل
کاشفِ سرِّ خدا ہے سنتِ خیر الورا

پیرہن حیدری عمامہ سے نہیں پرہیزگار
اہلِ تقویٰ کا قبا ہے سنتِ خیر الورا

اے فقیرِ نفس کُش اے صوفیِ خلوت نشیں
واقعی یہ کیمیا ہے سنتِ خیر الورا

اہلِ سنت کو کسی کے قول پر کرکے نظر
چھوڑ دینا کب روا ہے سنتِ خیر الورا

کیا برائی تھی ترے حق میں بتا اے بدعتی
چھوڑ جو تونے دیا ہے سنتِ خیر الورا

بدعتی کا کس طرح مقبول ہو صوم و صلوٰۃ
ہر عبادت کا سرا ہے سنتِ خیر الورا

اے عزیزو دینداری ہے اُسی کی معتبر
جو سدا کرتا ادا ہے سنتِ خیر الورا

ہم کو بس کافی ہیں دو جھدی ہدایت کیلیے
ایک قرآں دوسرا ہے سنتِ خیر الورا

روگ میں بدعت کے ہیں جو لوگ اُنکے واسطے
نسخۂ شافی دوا ہے سنتِ خیر الورا

جس طرح توحید ہے حُبِّ الٰہی کا نشان
حُبِّ نبوی کا پتہ ہے سنتِ خیر الورا

ایک سنت کو بھی اے مسلم نہ ہلکی جان تو
اتباعِ کبریا ہے سنتِ خیر الورا

اے یار کر وردِ زباں آخر فنا آخر فنا
دل سے پڑھا کر ہر زماں آخر فنا آخر فنا

خالق نے جس دم کُن کہا سارا جہاں پیدا ہوا
سب کچھ نظر آنے لگا آخر فنا آخر فنا

شمس و قمر شمعِ جہاں نورِ زمین و آسماں
جن و بشر کرّوبیاں آخر فنا آخر فنا

عرشِ بریں لوح و قلم حورِ جناں باغِ ارم
دارِ جہنم پُر الم آخر فنا آخر فنا

ہر ایک کوہ و بحر و بر شہر و مکاں دیوار و در
خشکی تری کے جانور آخر فنا آخر فنا

یا حاکمِ ایران ہو یا مالکِ طوران ہو | پاشاہ ترکستان ہو آخر فنا آخر فنا
گر خرّمؔ و خوش کام ہو ساقیِ گل اندام ہو | حاضر صراحی جام ہو آخر فنا آخر فنا
بدکار ہو یا پارسا زردار ہو یا بے نوا | ہشیار ہو یا باؤلا آخر فنا آخر فنا
کرتے ملائک ہیں خبر کوچہ بکوچہ دربدر | کر ہوش اے جن و بشر آخر فنا آخر فنا
کیا بحر و بر کے جانور کیا سبزۂ برگ و شجر | ہے سب کے رُخ پر جلوہ گر آخر فنا آخر فنا
ہے چار دن کی زندگی کرلے خدا کی بندگی | کر ترک کارِ گندگی آخر فنا آخر فنا
دنیا عجب بازار ہے سب جنس یاں تیار ہے | لے لو جو کچھ تیار ہے آخر فنا آخر فنا
ہے خوانِ نعمت کا چُنا سو رنگ لذت کا بھرا | کھالے جو کچھ کھانا دلا آخر فنا آخر فنا
اس کھیت میں اے پُر دغل تخمِ نکوئی بوکے چل | آجائے گی جس دم اجل آخر فنا آخر فنا
کر دور غفلت کا نشاں سُن گوشِ معنی سے میاں | آتی ہے ہر شے سے فغاں آخر فنا آخر فنا
کوئل پپیہا فاختہ ہستی سے دل برخاستہ | کہتے ہیں سب بے ساختہ آخر فنا آخر فنا
قمری و بلبل یہ سخن کہتی ہے گو اپنا وطن | ہے آج یہ باغ چمن آخر فنا آخر فنا
سوتا ہے کیوں غافل پڑا سر خوابِ غفلت سے اُٹھا | پہونچی نہیں کیا یہ ندا آخر فنا آخر فنا
پھسلا بہت اب بھی سنبھل مت چال مدہوشی کی چل | اک دن گرے گا سر کے بل آخر فنا آخر فنا
اپنی کمر توشہ سے بھر مت کر بھروسہ غیر پر | درپیش ہے لانبا سفر آخر فنا آخر فنا
مسلمؔ تجھے خفقان ہے جو موت سے نسیان ہے | کیوں جان کر انجان ہے آخر فنا آخر فنا

روزِ اوّل ہی میں جس کا بخت یاور ہو گیا | صاحبِ ایمان وہ دنیا میں آکر ہو گیا
جب سے ہم کو گور و حشر کا ڈر ہو گیا | سوزشِ غم سے جگر میں داغ اکثر ہو گیا
جس کے دل پر نیرِ توحید کا پہونچا اثر | سنگ خارا سے اُسی دم لعلِ احمر ہو گیا
کیوں نہ پہونچے عرش پر فریاد اس مظلوم کی | جس کا ہمدم نعرۂ اللہ اکبر ہو گیا
تاب کیا شیطاں کو جو گمراہ کر ڈالے اُسے | جس کا وہ ہادیِ برحق آپ رہبر ہو گیا
گرچہ سب مخلوق سے انسان بہتر ہے مگر | حق سے روگرداں ہوا تو سب سے بدتر ہو گیا
ہے تو عالم عابدوں میں جیسے انجم میں قمر | بے عمل نکلا تو پھر وہ مولوی خر ہو گیا
کیا ہی فضلِ ایزدی اولادِ آدم پر ہوا | کوئی عالم ہو گیا کوئی پیمبر ہو گیا
کوئی عابد کوئی زاہد کوئی صوفیِ کرام | کوئی ان میں غازیِ کرّار صفدر ہو گیا

ہو گیا کوئی محدث مجتہد کوئی ہوا
کوئی مہدی اور امام دین پرور ہو گیا

کی رسولوں سے جب اگلی امتوں نے سرکشی
ہو گیا لنگور کوئی کوئی بندر ہو گیا

سرکشوں پر کس طرح سے ہو نصیحت کارگر
زنگ عصیاں سے دل اُنکا سخت پتھر ہو گیا

جس نے سنّت سے گریزاں ہو کے کی بدعت قبول
حلقۂ اسلام سے اک لخت باہر ہو گیا

پیروی سنّت کی ہے وہ شے کہ جس کے نور سے
خانۂ دل اہلِ سنّت کا منور ہو گیا

طالبِ دنیا مخنث طالبِ عقبیٰ ہے زن
طالب مولیٰ جو نکلا سو مذکّر ہو گیا

راستی بو بکر رضؓ نے کی ہر جگہ جب اختیار
خلق میں انکا لقب صدیق اکبر رضؓ ہو گیا

تخلیہ میں کیوں نہیں دل کی صفا ہووے حصول
قطرۂ نیساں صدف میں رہ کے گوہر ہو گیا

قول روحوں کا بلیٰ اللہ کا قول اَلَسْت
ہم کو ان قولوں کا ہر دم نقش دل پر ہو گیا

لیویں گے رضوان سے جا کر جنّت حور و قصور
خاتمہ بالخیر گر ہم کو میسّر ہو گیا

منزل مقصود پر پہونچے وہی جو خوش نصیب
رہزنانِ نفس شیطاں پر مظفر ہو گیا

فضل حق سے ان دنوں موضع یہ موضع مدرسہ
کوبہ کو مسجد صلوٰۃ و صوم گھر گھر ہو گیا

گلشنِ نبوی میں شاید آنے والی ہے بہار
اُس کی خوشبو سے دماغ اپنا معطر ہو گیا

آگئی پیری نہ دیکھی رونقِ اسلام آہ
دیدۂ روشن جوانی کا مکدر ہو گیا

کس طرح پاویں خدا کی راہ بیچارے عوام
مولوی درویش ہر اک طالب زر ہو گیا

جاہلوں کے بیچ وہ مشہور وہابی ہوا
جو مطیع سنّتِ ساقیِ کوثر ہو گیا

یا الٰہی ہو امامؑ وقت کا جلدی ظہور
قافلہ اسلام کا بے تاج بے سر ہو گیا

یا الٰہی دیکھ دیکھ ہر ہر طرح کی بدعتیں
بندۂ مسلم ترا اب دل سے مضطر ہو گیا

ع امام سے مراد امام مہدی علیہ السلام ہیں ۱۲ منہ

ردیف بائے موحدہ

دلا تجھ سے بنے گی بندگی کردگاری کب
چھٹے گی نفس بد اندیش کی خدمتگزاری کب

لڑکپن کھیل میں کھویا جوانی خواب میں گذری
بڑھاپا آن پہونچا اب کرے گا ہوشیاری کب

سفر درپیش ہے بے ساتھ جلدی توشۂ منزل
خبر کیا ہے کہ عزرائیلؑ کی پہونچے سواری کب

رفیقانِ سفر تو چل بسے اپنے ٹھکانے پر
ہمارے کوچ کی اب دیکھیے آتی ہے باری کب

خزاں نے باغِ دیں کو کر دیا بے رونق و ویراں
سُنی جائیگی یا رب بلبلوں کی آہ و زاری کب

یہاں جو قہقہوں میں کھو رہا ہے زندگی اُس کو
بچائے گی جہنم سے وہاں کی اشکباری کب

نہ دیکھے گلشنِ ہستی یہاں بادِ خزاں جب تک
کرے سرسبز وہ فردوس کی بادِ بہاری کب

خدایا سیرِ شہرِ ارتقا کو دل تڑپتا ہے
مجھے زندانِ عصیاں سے ملیگی رستگاری کب

فقیر و خرقۂ اخلاص سے دو دل کو آرائش
خدا دیکھے ہے دستارِ ریا کی آبداری کب

ملا تقدیر میں دیر و صنم کا پوجنا جس کو
بھلا مسجد میں جا کر سر جھکائے پیش باری کب

گرا پڑتا ہوں صحرائے خودی میں ٹھوکریں کھا کر
مجھے دکھلائے گا اے پیرِ راہِ خاکساری کب

عزیزو علم بیدینی میں کیوں اوقات کھوتے ہو
پڑھوگے اور پڑھاؤگے کتابِ دینداری کب

زباں اب بند کر اس چق چق و بق بق سے اے مسلم
ادا ہوگی خدائے دوجہاں کی یادگاری کب

دلا تو ہے اگر خوشنودیِ اللہ کا طالب
نہ ہو دنیائے دوں کے مال و عز و جاہ کا طالب

مناسب ہے کہ رو گرداں ہو سارے دین عالم سے
بنائے آپ کو دینِ رسول اللہ کا طالب

جو مسلک حیدرؓ و عثمانؓ و صدیقؓ و عمرؓ کا تھا
رہا کر بس اُسی طرز و طریق و راہ کا طالب

عمل جس پیر کا از روی سنّت کے مخالف ہے
نہ ہو زنہار ایسے مرشدِ گم راہ کا طالب

خدا بس چاہتا ہے نیکیوں کے کام بندوں سے
نہیں وہ سید و شیخ و گدا و شاہ کا طالب

سکے گا رب منافق سے کہ سن لے دوزخی مکار
تو تھا دنیا میں نیکی کر کے واہ واہ کا طالب

جہنم آئے گی کہتی ہوئی میدانِ محشر میں
کہاں ہے جو شقی دنیا میں تھا بد راہ کا طالب

نہیں رہتی اُسے پرواہ یہاں کے رنج و راحت کی
جو ہے خلد بریں کی عشرتِ دلخواہ کا طالب

نہیں ملنے کا افزوں ایک دانہ بھی مقدر سے
نہ ہو اس قحبۂ دنیائے دوں جانکاہ کا طالب

سمجھے جو آدمی راہ خدا میں ایک پیسہ دے
قناعت کر نہ ہو اُس سے صد و پنجاہ کا طالب

پھنسا وہ مرغِ دل شرکِ خفی کے دام میں جا کر
ہوا جو زلف و خالِ یارِ رشکِ ماہ کا طالب

نکلکر مدرسے سے کیوں گیا گوشہ میں اے مُلّا
ہوا تو ان دنوں شاید کسی روباہ کا طالب

تلاشِ حق میں لا مذہب ہوا مشہور میں لیکن
بحمد اللہ کہ میں ہوں مطلبِ دلخواہ کا طالب

بھلا کیونکر نہ ہو وہ شاہ جی منکر شریعت کے
جو ہیں نازاں کہ ہوں میں چشتیہ درگاہ کا طالب

اُٹھا اب پردۂ جاہِ مجازی دل سے اے مسلم
اگر منظور ہے ہونا حقیقی چاہ کا طالب

اے اخی ڈر حق سے مت کر کارہائے ناصواب
ورنہ محشر میں گناہوں کا اُٹھاوے گا عذاب

گرچہ ہے دریائے ہستی آج تیرا موج زن
آخرش ہو جائیگا اک دن فنا مثلِ حباب

نام لے اللہ کا ہر دم کے ساتھ اے خوش نفس
ہر نفس کے شکر کا لے گا خدا تجھ سے حساب

خانۂ ایماں کے ہیں توحید و سنت دو چراغ
جیسے ایوانِ فلک میں آفتاب و ماہتاب

آپ کو کر غرق بحرِ یادِ حق میں اے عزیز
گوہرِ مقصود سے ہونا اگر ہے کامیاب

شرط ہے انسانیت کیواسطے عقل و تمیز
ورنہ سارے جانور بھی جانتے ہیں خور و خواب

کیسے اے مشرک بھلا انساں ہم سمجھیں تجھے
جبکہ خود اللہ نے تجھ کو کہا شر الدواب

یاں تو ہے طرار تو حاضر جوابی میں میاں
یاد ہے کچھ گور و محشر کے سوالوں کا جواب

زندگی اللہ نے بخشی ہے بہرِ بندگی
اس کو کارِ گندگی میں کر نہ تو خوار و خراب

حق میں اپنے آپ ہی انسان منصف ہوئیگا
جب پڑھیگا خیر و شر کی حشر میں اپنی کتاب

آپ کو اے بندۂ خاکی بنالے خاکسار
پیشتر اسکے کہ تیرے جسم کو کھائے تراب

خوانِ دینِ پاک کا کیونکر نوالہ پائیگا
جو جھکا رہتا ہے جیفہ کی طرف مثلِ کلاب

کارہائے فسق سے جسکو ہوئی توبہ نصیب
فسق ہے پھر اسکے حق میں فسق کا کرنا خطاب

جَو کی روٹی پر قناعت کر یہاں اے حق پرست
کھائیگا جنت میں جاکر قورمہ نان و کباب

چھوڑ اے مسلم طلبِ دنیائے دوں کی جاہ کی
ہے ترے دل کو اگر کچھ خواہشِ حسن المآب

ردیف تاء

اے غنی ہے فرض تیرے مال کی تجھ پر زکوٰۃ
کیوں نہیں کرتا ادا اللہ سے ڈر کر زکوٰۃ

جس طرح کا فرض ہے یہ پنجگانے کی نماز
فرض ہے ویسا ہی مولیٰ کا تونگر پر زکوٰۃ

دل تونگر کا نہو آلائشِ باطن سے پاک
دے نہ جب تک بنامِ خالقِ اکبر زکوٰۃ

بے نمازی کا سگا بھائی ہے وہ بھی لاکلام
جو ادا کرتا نہیں ہے ہوکے اہلِ زر زکوٰۃ

منہ سے تو رکھتے ہیں دعویٰ دینداری کا مگر
مالدار ہوکر نہیں دیتے ہیں جو اکثر زکوٰۃ

بلکہ وہ کافر ہے جو چاہے ثوابِ آخرت
رشوتی سودی ڈکیتی مال سے دیکر زکوٰۃ

حق تو ہے یوں سا ہی کہ گھر میں سود کا ہے کاروبار
اُس حرامی مال سے مقبول ہو کیونکر زکوٰۃ

سانپ ہوکر طوق سا لٹکے گا آقا کے گلے
گنج وہ جس سے یہاں نکلے نہیں باہر زکوٰۃ

سیکڑے سیم و زر دنیا کے ہیں مارِ سیاہ
ان کے چھونے کیلیے اے یار ہے منتر زکوٰۃ

یوں جو محتاجوں کو دیتے ہیں بلا روئے حساب
کب ادا ہوتی ہے اس خیرات کے اندر زکوٰۃ

حصۂ چہلم زر و نقرہ سے اپنے ہر برس
مستحقوں کو دیا کر اے کرم پرور زکوٰۃ

گو کہ ہر مسکین کو یہ مال دینا ہے روا
لیکن افضل ہے کہ پادیں غازیِ صفدر زکوٰۃ

اور سب ورد و وظیفے ہیں فقیروں کے لیے
اغنیا کے حق میں ہے ہر ورد سے بہتر زکوٰۃ

اے تونگر بعد توحید و نمازِ فرض کے
تجھ سے پوچھی جائیگی در عرصۂ محشر زکوٰۃ

ہے اگر عامل یہاں اس فرض کا تو خیر ہے
ورنہ دکھلاویگی تجھ کو ہاویہ کا گھر زکوٰۃ

زیور و نقدی سے اپنی بیبیاں دیویں جدا
مال سے اپنے الگ دیتا رہے شوہر زکوٰۃ

ہے بظاہر آج تو نقصان لیکن اے میاں
کل منافع تجھکو دکھلادیگی افزوں تر زکوٰۃ

دیکھکر جاہِ سخی بولیں گے یوں اہلِ نشور
واہ یہ رکھتی ہے اپنی ذات میں جوہر زکوٰۃ

گور میں اہلِ کرم کی دل لگی کے واسطے
آئیگی بنکر بہ شکلِ حورِ خوش منظر زکوٰۃ

صاحبانِ سیم و زر کو عالمِ تقدیر میں
واسطے سنگار کے حق کے دیا زیور زکوٰۃ

نام کر دیتی ہے مشہور اپنے صاحب کا یہاں
کو بکو شہر و بشہر و کوہ و بحر و بر زکوٰۃ

اس غزل کو سُن کے اے مسلم جو ہونگے دیندار
دینگے خوش ہو کر کے اپنے مال سے گن کر زکوٰۃ

عزیزو ہو کے سُنّی تم نہ چھوڑو گے اگر بدعت
تو محشر میں چکھائیگی تمھیں نارِ سقر بدعت

نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ اور نیکیاں ساری
مٹاتی ہے بقولِ حضرتِ خیر البشرؐ بدعت

گذر ایمان کا اس خانۂ دل میں نہیں ممکن
معاذ اللہ جس دل میں بنا لیتی ہے گھر بدعت

نبیؐ کے بعد اور اصحابؓ و آلؑ دیار کے پیچھے
جو نکلیں دین میں راہیں نئی ہیں سر بسر بدعت

جو ہیں خواہانِ سُنّت اُنکے آگے گو سے بدتر ہے
مگر نزدیک ہے اہلِ ضلالت کے شکر بدعت

بھلا کیونکر نہ میں اُس بدعتی عالم کو خر سمجھوں
جو پھیلاتا ہے سنت کی بجگہ شام و سحر بدعت

رواں و رسم حکمی یا حقیقی یا معاشی ہو
سمجھ لے دل سے اپنے سب کو اے نورِ بصر بدعت

کسی بدعت کو ہلکی جان کے مت کیجیو پیارے
قدم کو مسلکِ سنت سے پھسلاتی ہے ہر بدعت

نہ رکھیے بدعتی کے ساتھ قلبی دوستی ہرگز
اگر کرتے ہوں خویش و دوست و پیر و پدر بدعت

مسلمانو ڈرو حق سے بچو رسمِ جہالت سے
کہ بعد از شرک سب تقصیر سے ہے سخت تر بدعت

وہی ہے اہلِ سنت جو چلے دل سے حدیثوں پر
رہِ تقلیدِ شخصی سے پھرے پہچان کر بدعت

اگر تو شرع سے مولود کو ثابت نہیں کرتا
تو کہہ اس محفلِ بے اصل کو اے دادگر بدعت

غمی ہو یا ہو شادی یا ہو ختنہ یا عقیقہ ہو
بچو اس رسمِ بد سے جو ہوا ز روئے خبر بدعت

خدایا بھیج اب جلدی کسی ہادی جابر کو
بہت ہی چھا گئی شہر و بشہر و گھر بہ گھر بدعت

اُنھیں رفتارِ سنت کس طرح خوش آئے اے مسلم
دلوں میں کر گئی ہے جن پلیدوں کے اثر بدعت

کامل یہاں ہے جس کی توحید اور سنت
پائی ہے اُس جواں نے دونوں جہاں کی دولت

بدیاں موحدوں کی مشرک کی نیکیوں سے
بہتر ہیں در حضور پروردگارِ نعمت

مت کر شکایت اے دل دنیا کی رنجشوں میں
حق ہے اگر ہے لینا باغِ جناں کی راحت

دنیائے دوں کے زر پر وہ لوگ تھوکتے ہیں
بخشا ہے جن کو حق نے گنجینۂ قناعت

مت جان خاکساروں کو احقر تو اے تونگر
ہے خاک پا سے ان کی اکسیر کو خجالت

ہے وہ فقیر کامل جس میں یہ خوبیاں ہوں
فاقہ کشی قناعتؔ یادِ خدا ریاضتؔ

بیشک یہ بحرِ دنیا ہے معدنِ جواہر
لیکن ہے غوطہ زن کی جاں پر ہزار آفت

ملکِ بقا سے آیا جو کشورِ فنا میں
کچھ روز رہ کے ٹھوکا ناگاہ کوسِ رحلت

چلنے لگا یہاں سے مانا نہیں کسی کا
ناچار جا کے آخر کی گور میں سکونت

اک روز گور میں ہے درپیش سب کو جانا
تنگی و مارِ گژدم تنہائی اور ظلمت

اس چار دن کے گھر میں فخر و غرور کرنا
سمجھو اگر عزیزو تو ہے بہت حماقت

نام اس فنا سرا کا عبرت سرا ہے یارو
سر سے نکالو اپنے فخر و غرور و نخوت

دل پاک و صاف کر کے شرک و خودی سے جلدی
در پر خدا کے رکھو پیشانی عبادت

سنت کی پیروی میں بدعت سے دور رہنا
ورنہ تمہاری نیکی ہوجائیگی اکارت

مسلمؔ پُر از معاصی بندہ ترا ہے یارب
اپنے کرم سے اُس پر کیجو نگاہِ رحمت

ردیف ثاء

جب سے لائی ہے صبا مژدۂ بستانِ حدیث
خطۂ ہند کو کہتے ہیں گلستانِ حدیث

جائیے سیر کو گلشن میں تو آتی ہے چلی
سنبل و سوسن و صد برگ سے ریحانِ حدیث

بلبل و فاختہ و طوطی و قمری ہر سو
ہیں بصد نغمہ سرائی کے ثنا خوانِ حدیث

شکر کی جا ہے کہ بعد ایک زمانہ کے اب
ہوئے کچھ لوگ اس آوان میں خواہانِ حدیث

زندہ رہتا نہ کبھی بعد نبی کے اسلام
جسدِ دین میں پڑتی نہ اگر جانِ حدیث

اہلِ تقلید کو ٹکڑے ہیں گدائی کے نصیب
طالبِ سنتِ نبوی کو ملا خوانِ حدیث

کیسے مانیں گے وہاں نامۂ دستورِ قیاس
جس جگہ خاص ہو پروانۂ سلطانِ حدیث

کیسی امت ہے کہ ارشادِ نبیؐ سن کے کہے
میں تو حنفی ہوں نہ مانوں گا یہ فرمانِ حدیث

بالیقیں جلد شفا پائیں گے بیمارِ شکوک
لائیں گے دل سے اگر خواہش فرمانِ حدیث

کوچۂ مذہب شخصی کی سہوں کیوں تنگی
چھوڑ کر ایسے لق و دق کا میدانِ حدیث

پردۂ ضد و تعصب کو اُٹھا دو دل سے
ہو اگر منتظرِ جلوۂ جانانِ حدیث

قول نبوی ﷺ کے خلاف آئے جہاں قول امام
بے ادب ہو نہ وہاں درپئے بطلانِ حدیث

ہوگا عالم نہ کبھی گو کہ ہو کیسا ہی فقیر
تا بوقتیکہ نہو عالمِ تبیانِ حدیث

اتنی شیخی نہ کرو پڑھ کے ہدایہ صاحب
ابھی جا کر کے کہیں کیجیے گردانِ حدیث

دل کے اندھوں کو مرے پاس تو لاؤ یارو
ڈالوں اُن پر بھی ذرا پرتوِ لمعانِ حدیث

گھیر لیتی شب بدعت کی اندھیری ہم کو
ہوتا طالع نہ اگر نیرِ تابانِ حدیث

کیا دکھاتا ہے عدو اپنی فقاہت آ کر
کیا مرے پاس نہیں خنجرِ برانِ حدیث

کہتے ہیں مذہب شخصی کو جو احمق واجب
لائیں سچے ہیں تو اس پر کوئی برہانِ حدیث

پا کے سرسبز وہی مزرع ایمال اپنا
جس کو سیراب کرے قطرۂ بارانِ حدیث

حب نبوی ﷺ کا نہ ہو ذوق میسر اُس کو
جس نگوں بخت کے دل میں نہیں میلانِ حدیث

قرب نبوی ﷺ کی تمنا ہے اگر اے مسلم
تا دم مرگ نہ دول ہاتھ سے دامانِ حدیث

نقش ہے جس بہرہ ور کے صفحۂ دل پر حدیث
ہو ادا اُسکی زبانِ شوق سے فر فر حدیث

ہے سپہرِ دین کا رونق فزا اختر حدیث
گلشنِ اسلام کے اندر گلِ احمر حدیث

جبکہ سب خوئیں پیمبر ﷺ کی خدا کو ہیں پسند
کیوں نہو مقبول نزدِ خالقِ اکبر حدیث

راہ و رسمِ پُر ضلالت سے بچانے کے لیے
خضر اپنی دے گئے دنیا میں پیغمبر ﷺ حدیث

اہلِ سنت کیوں نہو دیں نقد جاں سے مشتری
خاص صدفِ سینۂ نبوی ﷺ کا ہے گوہر حدیث

شپر سیرت کی یا رب آنکھ پھوٹی ہو جیو
سوجھتا اُسکو نہیں ہے نیرِ انور حدیث

حیف ہے جو مولوی ہو کر نہ سمجھے ہے حدیث
کیا اُسے اب خود نبی ﷺ سمجھائینگے آکر حدیث

حق تو یہ ہے سنتِ نبوی جسے بھائی نہیں
وہ سیہ دل مولوی سمجھے بھلا کیونکر حدیث

کیوں نہ تا ملکِ معرفت کی سیر ہو دم میں نصیب
جبکہ مرغانِ شریعت کا ہے بال و پر حدیث

کیوں نہیں پڑھتا حدیث اے اہلِ معقول فضول
کیا طلب کرتی ہے تجھ سے مال و سیم و زر حدیث

قول نبوی ﷺ کو تو اے ضدی نہیں کیوں مانتا
مانتے تھے بوبکر رضی و عثمان رضی و عمر رضی حیدر رضی حدیث

مانتے تھے مالک رح و نعمان رح و حنبل رح شافعی رح
بلکہ ہے سارے ولی و غوث کی رہبر حدیث

پیروانِ سنتِ نبوی کے وعظ و درس میں
سب کتابوں سے بجز قرآں کے ہے بہتر حدیث

جب ندائے العطش محشر میں ہو چاروں طرف
اہل سنت لے لیے ہو ساقیِ کوثر حدیث

آرزو مسلم کی ہے یارب کہ ہندوستان میں
بلکہ سارے ملک میں جاوے پڑھی گھر گھر حدیث

ہوا آدمؑ سے خوش اللہ استغفار کے باعث
ہوا ابلیس سے بیزار استکبار کے باعث

زمین و آسماں شمس و قمر لوح و قلم حق نے
کیئے پیدا جنابِ سیدِ ابرارؐ کے باعث

نکال اے بینوا دل سے ہوس دنیا کی دولت کی
گیا قارون دوزخ میں زر و دینار کے باعث

نہ لا تسلیم حق سے ننگ دل میں تو کہ بوطالب
رہے محروم دینِ مصطفیٰؐ سے عار کے باعث

جدا رہ فاسقوں سے دیکھ بیٹا نوحؑ کا کنعاں
پڑا رب کے غضب میں صحبتِ فجار کے باعث

کسی فرمان سنت سے نہ کر انکار اے پیارے
وگرنہ ہوگا تو کافر اسی انکار کے باعث

پڑھے جو منہ سے کلمہ گو کہ کلمہ بے نمازی ہو
اُسے مسلم کہیں گے ہم اُسی اقرار کے باعث

جہاں افسر جماعت کا ہو فاسق سود خوار افسوس
نہیں واں دین کی رونق بُرے سردار کے باعث

نہ کہنا مانیے زن کا اگرچہ حور پیکر ہو
کہ پھٹکارا گیا بلعم زنِ مکّار کے باعث

رضائے ایزدی کو چھوڑنا تقصیر اعظم ہے
لحاظ مادر و فرزند و خویش و یار کے باعث

تمنا ہے کہ گمراہوں کو جبراً راہ پر لاؤں
مگر مجبور رہوں میں شوکتِ کفار کے باعث

گرفتاران عشق ماہ رویاں صاف مشرک ہیں
پرستاریِ ابرِ دولت و رُخسار کے باعث

زہے قسمت کہ رکھا ہے ہمارا نام وہابی
سبھوں نے پیرویِ احمدِؐ مختار کے باعث

خدا کی بندگی کر کے منافق دوزخی ہوگا
خیانت عہد شکنی پر دغا گفار کے باعث

الٰہی بندۂ مسلم پڑا آ کر ترے در پر
نہ کیجو دربدر اُسکو بُرے کردار کے باعث

ردیف جیم

اے برادر ہے تو ہر اک کام کا مختار آج
کچھ متاعِ آخرت کا کر لے کاروبار آج

دیکھ جب کل کے سفر کا قصد ہوتا ہے تو لوگ
توشۂ منزل کا ساماں کرتے ہیں تیار آج

کیجیے سودا وہی جو آخرت میں سود دے
کیونکہ ہر اک خیر و شر کا گرم ہے بازار آج

مادر و فرزند و زن کوئی نہ کام آوے گا کل / گو کہ کہلاتے ہیں خویش و ہمدم و غمخوار آج
جائیں گے سارے منافق ہاویہ کے غار میں / گر رہے ہیں جو عذابِ گور سے انکار آج
کس طرح آوے گا اُن سے پاسخ منکر نکیر / گو کہ ہیں پرہیزگاروں میں بڑے رو دار آج
ہوش کرنا روزِ محشر کا نہیں کام آئے گا / خواب سے غفلت کے ہوا بےخبر بیدار آج
آخرت میں سرخرو ہونا اگر منظور ہے / کر خدا کی بندگی دل سے ادائے یار آج
اشک افشانیِ چشم شرمساری سے ولا / سرد کرنا ہے تو کر لے ہاویہ کی نار آج
گور کی تنگی اندھیری بیکسی پیش آئیگی / گرچہ ہے بزم خوشی و فرحت و گلزار آج
آئیگا آگے ترے کل ہو کے سونے کا پہاڑ / راہ مولیٰ میں اگر دیگا تو اک دینار آج
راہ جہل و رسم آبائی کو اپنی چھوڑ کر / کر خوشی سے پیرویِ سیدِ ابرار آج
کر چکا پہلے جو کچھ تو اور جو کرتا ہے اب / سارے نسیان و خطا سے کر لے استغفار آج
کیسے جنت کی شراب پاک ہو اُسکو نصیب / ہو رہا ہے جو مئے شہوات میں سرشار آج

خلق میں ہوتا ذلیل و خوار اے فسلہ ضرور
ڈھانکتا گر عیب کو تیرے نہیں ستار آج

جو یادِ حق میں آج نہ دل پر اٹھائے رنج / سو بے نصیب روزِ قیامت کو پائے رنج
آرام کس طرح سے ہو مومن کو یاں نصیب / ہے جبکہ اُسکے واسطے دنیا سرائے رنج
جس بندۂ خدا نے بلائیں کیا ہے صبر / وہ جا کے گور و حشر میں ہرگز نہ کھائے رنج
دعویٰ اگر ہے صبر و توکل کا اے فقیر / مت کر کسی کے سامنے جا کر گلائے رنج
دنیا کے حرص و طمع کو اے دیندار چھوڑ / کیوں ڈالتا ہے خانۂ دل میں بنائے رنج
ہوتے مرض میں رنج و مصیبت کے ہم ہلاک / ہوتا اگر نہ صبر و توکل دوائے رنج
دل سے دعا کو حضرتِ یونسؑ کی پڑھ سدا / پانا اگر ہے مخلصی اے ابتلائے رنج
وہ کام یاں کی راحت ہستی میں کر میاں / جس میں کہ بعد مرگ کے تجھ پر نہ آئے رنج
جھیلے گا رنج جو کوئی مولا کی راہ میں / وہ پائے گا عیش خلد کو دیکر بہائے رنج
وہ دولت ادب سے نہ ہوئے گا بہرہ یاب / پیر و پدر کی پند سے دل پر جو لائے رنج
ایسی بلائے رنج ہے پہیلی کہ ان دنوں / آتی ہے ہر عزیز کے منہ سے صدائے رنج
اے بےخبر شراب بیاج و زنا کو چھوڑ / مت جان اس کو عیش جو آخر چکھائے رنج

یا رب ہے تجھ سے بندۂ مسلم کی یہ دعا
کہ دل ہے اُس کے دور ہو ہر دم بلائے رنج

ہے زردار پر فرض اے یار حج
کرے زندگی میں وہ اک بار حج

نکل گھر سے مکہ کو چل اے غنی
ترے واسطے کیا ہے دشوار حج

یہودی و نصرانی ہو کر مرے
کرے ترک جو ہو کے زردار حج

ہوئیں اُس کی پچھلی خطائیں معاف
جو لایا بجا نیک کردار حج

گناہوں کو حاجی کے بخشائے گا
یہ روزِ جزا پیش غفار حج

ہے یہ چارہ سو عاصیوں کا شفیع
ہوا جس کا مانند ابرار حج

ہو محشر میں جس وقت پل پر گذر
بنے مرکب تیز رفتار حج

عصا ہے قوی منزلِ گور کا
سپے کُشتنِ کژدم و مار حج

اُٹھا بحر و بر کا سفر اے غنی
دکھاوے گا جنت کے گلزار حج

وہ پاجی ہیں جو مالِ ناپاک سے
کر آتے ہیں جتنے ریا خوار حج

اگر آ کے مکہ سے نکلا شریر
تو ہے ایسے حاجی کا بے کار حج

پڑے گا جہنم میں وہ لاکلام
جو بیچے ہے حاجیِ مُردار حج

منافق ریاکار مکار کا
نہیں معتبر نزد جبار حج

اُسی شخص کا حج تو مقبول ہے
کرے جس کو تقویٰ سے رو دار حج

سمجھ اور کو مت تو مسلم حقیر
نہیں رب کی بخشش میں درکار حج

ردیف حاء

پاس مولیٰ وہی شخص ہے انسان صحیح
علتِ کفر سے ہے جسکی یہاں جان صحیح

کہنا کافر کو ہے انسان میاں صاف غلط
بلکہ اُس پاجی و گمرہ سے ہے حیوان صحیح

جس مسلمان کے اندر ہو خیانت کا مرض
اُس سیہ بخت کا ہر گز نہیں ایمان صحیح

دینداری میں سمجھ اُس کو نہایت جھوٹا
جس کا اقرار نہ سالم ہے نہ پیمان صحیح

ہوئے جس قاریِ قرآن کے اعمال غلط
کیسے اُس زور کی ہو قراتِ قرآن صحیح

خواہشِ نفس سے پرہیز بہت لازم ہے
تا کہ ہر وقت رہے کلمۂ ایقان صحیح

دل میں ہو جس کے تمنائے وصالِ مولےٰ
اُسی بندے کی حقیقت میں ہیں ارمان صحیح

کیوں بُرا کہتے ہو شاکی ہو مرے اے ہمدم
کیا تعجب کہ ہو اُس کا کہیں بہتان صحیح

غیر شمشیر کے مغرور نہ ہوں گے سیدھے
کیونکہ ہے فصد بڑا نسخۂ خفقان صحیح

جب پڑھے جائیں گے اوراقِ عمل نیکوں کے
نامۂ جُرم سے ہو دفترِ عصیان صحیح

یا الٰہی ہو دعا بندۂ مسلمؔ کی قبول
کہ یہ دنیا سے اُٹھے ہو کے مسلمان صحیح

کیجیے اُسی کی شان میں مدحت طرح طرح
ہے جس کی ذاتِ پاک میں قدرت طرح طرح

ہم جس خدا کی چکھتے ہیں نعمت طرح طرح
واجب ہے ہمپر اُسکی اطاعت طرح طرح

بھولا خدا کی یاد جو دنیا کے عیش میں
دیکھے گا آخرت میں مصیبت طرح طرح

اے بندہ بندگیِ خدا میں اُٹھا لے رنج
لینا اگر ہے خلد کی راحت طرح طرح

دل سے فدا ہو ایسے رسُولِ شفیق پر
اُمت کی جس نے کی ہے ہدایت طرح طرح

پھٹکار ایسے اُمتِ نبوی کے بوجھ پر
سُنّت میں جو ملائی ہے بدعت طرح طرح

افسوس ہے کہ ایک پیمبرؐ کے دین میں
مذہب طرح طرح ہے جماعت طرح طرح

آیا ہے جب سے مسلکِ سنت مجھے پسند
رکھتے ہیں لوگ مجھ سے عداوت طرح طرح

قولِ نبیؐ کے سامنے اکثر مخالفین
لاتے ہیں واہیات حکایت طرح طرح

امت کی بدعتوں کی بُرائی حدیث میں
فرما گئے ہیں شاہِ رسالت طرح طرح

ہم کس طرح مسائلِ مشکل کو کرتے حل
فقہا اگر نہ کرتے فقاہت طرح طرح

کیونکر نہ باغِ خلد میں پہونچے ابھی شہید
راہِ خدا میں کی شجاعت طرح طرح

مسلمؔ کو شر کی راہ سے یارب بچائیو
کرتا ہے اس کا نفس شرارت طرح طرح

یا الٰہی ہو ادا تیری بڑائی کس طرح
ہو خرد کو شان تک تیری رسائی کس طرح

آج تو سنت سے کرتا ہے گریز اے بدعتی
کل تو پا دیگا شفاعت مصطفائی کس طرح

اے میاں کیوں سُست ہے اجرائے حق میں غور کر
دین میں اگلوں نے کی ہے جاں فدائی کس طرح

جسکو مر کر خاک میں اک روز ملنا ہے ضرور
اُس لعیں کو زیب دیگی کبریائی کس طرح

ہمکو بھی کرتا خدا ہر چیز پر قادر اگر ۔۔۔ خالق و مخلوق میں ہوتی جدائی کس طرح
باوجود اس پیروئ نفس بدخو کے دلا ۔۔۔ آئے گی تجھ میں خصائلِ پارسائی کس طرح
جو مسافر ٹھوکریں کھاتا ہو خود گم کر کے راہ ۔۔۔ غیر کی اس سے بھلا ہو رہنمائی کس طرح
خشکہ تقدیر پر جو بے نوا قانع ہوا ۔۔۔ اس کو خوش آئینگے حلوائے گدائی کس طرح
منہ سے تو مشرک بھی کہتا ہے خدا کو لاشریک ۔۔۔ شرک کی علت پھر اسکے دلمیں آئی کس طرح
شرک اور ایمان کو اک جان کرلے بیوقوف ۔۔۔ آگ اور پانی میں ہوگی آشنائی کس طرح
جیتے جی تو تھے ولی محتاج رب کے اے غوی ۔۔۔ آگئی اب قدرتِ حاجت روائی کس طرح
مرتضٰے مشکل کو اپنی دور کر سکتے نہ تھے ۔۔۔ اب کریں گے غیر کی مشکل کشائی کس طرح
جب پکار اک کوس کو سنتے نہ تھے پیرانِ پیر ۔۔۔ منزلوں سے اب لگے سننے دہائی کس طرح
بندگی رب کی اگر ہم سے نہ ہووے گی اگر ۔۔۔ پائیں گے نارِ جہنم سے رہائی کس طرح

جب تک اے مسلم نہ ہو گا رب کا تو فرماں پذیر
پائے گا فردوس کی فرماں روائی کس طرح

ردیف خاء

نبی سے ہے جو بے ایمان گستاخ ۔۔۔ خدا کا بھی اسے پہچان گستاخ
جنابِ پاک میں نکلا ہے اول ۔۔۔ لعینِ روسیہ شیطان گستاخ
بہ توحیدِ الٰہی باندھتا ہے ۔۔۔ دوئی اور شرک کا بہتان گستاخ
جو حکمِ احمدی سے منہ کو موڑے ۔۔۔ اسے تو سب سے بڑھکر جان گستاخ
گئے مر ڈوب کر دریا میں جس دم ۔۔۔ ہوئے فرعون اور ہامان گستاخ
کہا نمرود نے جب میں خدا ہوں ۔۔۔ ہوا فی النار با سامان گستاخ
محمد مصطفٰے کی شان میں تھے ۔۔۔ ابوجہل و ابوسفیان گستاخ
قیامت میں برابر کھائے گا مار ۔۔۔ چمار و شیخ و میر و خان گستاخ
اگر کرتا نہیں طاعت خدا کی ۔۔۔ نہ کھا تو اس کا آب و نان گستاخ
گئی طفلی جوانی پیری آئی ۔۔۔ کر اب بھی ہوش اے نادان گستاخ
معافی چاہ بے ادبی سے اپنی ۔۔۔ خدا سے تو رہا ہر آن گستاخ
اگر تو آدمی ہے تو ادب سیکھ ۔۔۔ کہ ہوتے ہیں میاں حیوان گستاخ

کسی جا پر بجز بے حرمتی کے
نہیں رکھتا ہے عز و شان گستاخ

ذرا اے مسلمِ عاصی خبردار
نہ ہونا رب کا نافرمان گستاخ

ردیف خ

ہے کرم تیرا خدایا بے عدو بے مر فراخ
قہر بھی رکھتی ہے تیری شان افزوں تر فراخ

جب کیا تو نے کرم اپنا خلیل اللہ پر
ہوگیا آتش کدہ باغِ گلِ احمر فراخ

قہر تیرا جس گھڑی پہونچا سرِ نمرود پر
ایک مچھر نے کیا راہِ سقر اس پر فراخ

پاک ہے جس نے بنایا ہے ہمارے واسطے
زیر پا فرشِ زمیں قصرِ فلک سر پر فراخ

وسعتِ ایمان ہم کو بخش ایسی اے کریم
علمِ نبوی میں تھا جیسے سینۂ حیدر رضؓ فراخ

جس کا ٹھہرا خانۂ ایمان ہے اے یار تنگ
ہووے اس کمبخت کا بابِ عمل کیونکر فراخ

ہو جیو حق میں ترے قصرِ بلند اے بادشاہ
ہے فقیروں کے لیے دو ہاتھ کا چھپر فراخ

صبر کر دنیا کی ٹوٹی جھوپڑی میں اے فقیر
ہے اگر منظور لینا آخرت میں گھر فراخ

ہے برا بندہ جو تنگی میں کرے مولی کو یاد
بھول جائے دیکھکر اولاد و مال و زر فراخ

وردِ استغفار کا لازم پکڑ لے گا اگر
پائے گا فوراً درِ تسکین کو مضطر فراخ

وادیِ محشر میں ساری امتوں سے ہوئیگی
امتِ ساقیِ جامِ چشمۂ کوثر فراخ

چھوڑ غیروں کا قیاس و رائے اے اہلِ حدیث
علم اپنا دے گئے ہیں تجھ کو پیغمبر فراخ

قلعۂ کفار کو توڑیں گے مہدیِ زماں
جیسے حیدر رضؓ نے کیا دروازۂ خیبر فراخ

لشکرِ کفار کو دم میں کریں گے منتشر
پائیں گے میدان جسدم غازیِ صفدر فراخ

مسلمِ مسکیں کا دروازۂ تنگیِ رزق
ہو برائے مصطفٰے اے رازقِ اکبر فراخ

ہے گرچہ نصیحت کی گفتار تلخ
مگر تو نہ جان اس کو اے یار تلخ

نہیں دیکھتا تو کہ بیمار کو
پلاتے ہیں داروئے بسیار تلخ

جو طالب ہوا باغِ فردوس کا
لگے اس کو دنیا کا گلزار تلخ

کلامِ خدا مومنوں کے لیے
ہے شیریں مگر بہر کفار تلخ

چکھی جس نے شیرینیِ توحید کی
لگے ہے اسے شرک کا کار تلخ

مے شرک میں یاں جو سرشار ہے
ہے توحید کا اسکو اقرار تلخ

گو سُنّت کے منکر بہت لوگ ہیں — مگر ہے مجھے اُس کا انکار تلخ
نہ دو شربتِ پند اُسے بار بار — ہوا جس کا منہ پہلی ہی بار تلخ
اے گمراہ اس تلخیِ پند سے — کہیں بڑھ کے ہے نار کی مار تلخ
ملا جس کو پیرِ ریاضت کا ذوق — وہ سمجھے گدائی کا آزار تلخ

اے مسلم جو ہے مرد ناحق پرست
لگیں گے اُسے تیرے اشعار تلخ

ردیف دال

واجب ہو کس طرح سے نہ ہم پر بھلا درود — پڑھتا ہے جبکہ روحِ نبیؐ پر خدا درود
پڑھتے ہیں سارے حور و ملک حاملانِ عرش — کل ساکنانِ ارض و سما بر ملا درود
درگاہِ حق میں کیوں نہ ہو اُسکی دعا قبول — جس نے دعا کی اول و آخر پڑھا درود
پڑھ اے اسیرِ درد و الم کے درود کو — اہل بلا کے حق میں ہے مشکل کشا درود
پڑھتا ہے جو درود پیمبرؐ پر ایک بار — دس بار بھیجتا ہے خود اُس پر خدا درود
ظلمت اگر ہے دل میں تو پڑھ اے اخی درود — رکھتا ہے چرک و میل سے دل کو صفا درود
حضرتؐ کو کیوں نہ خواب میں دیکھے درود خوان — ہے موجبِ محبت خیر الوریٰ درود
وہ مدعائے دل کہ نہ ممکن ہو جس کا حل — اس عقدۂ محال کو کرتا ہے وا درود
برکت کا نور گھر میں ہو افلاس دور ہو — ہر شب ہزار بار جو پڑھ لے گدا درود
آنکھوں میں خاک ہو جیو اس بے تمیز کے — نامِ نبیؐ کو سُن کے نہ جس نے پڑھا درود
ہو جس مرض میں سارے اطبا کا ہوش گم — اس دردِ لادوا کے لیے ہے دوا درود
سرکارِ مصطفےٰ میں گذرتا ہے لا کلام — امت پڑھا جو کرتی ہے صبح و مسا درود
حوّاؑ حلال تب ہوئیں آدمؑ کے واسطے — آدمؑ نے بدلے مہر کے جسدم پڑھا درود
ہمسائگی نبیؐ کی ہو اس کو وہاں نصیب — جس کا یہاں ہے مونسِ جاں دلربا درود
میدانِ روزِ حشر میں پہونچائے گا ہمیں — زیرِ لوائے شافعِ روزِ جزا درود
ظلمت سرائے خاکِ لحد میں دکھائے گا — امت کو نورِ شکلِ شہِ انبیا درود
پڑھتا نہیں درود جو عامل بخیل ہے — کیونکر کہ ہے زکوٰۃ نصابِ دعا درود
ہر اک عمل میں دو ہیں وظیفے چنے ہوئے — اوّل کلام حضرتِ حق دوسرا درود

ہر دن اگر ہزار وظیفے پڑھے تو کیا
عامل نہیں ہے ترک جب اُسنے کیا درود

خاکی کے دل میں نورِ الٰہی کا ہو نزول
جس خاک زاد کا ہے وظیفہ سدا درود

پہونچا طرف سے مسلمِ عاصی کے صبح و شام
اپنے حبیبِ خاص پہ اے کبریا درود

کہلا کے دیندار جو کرتا ہے کارِ بد
بدکار سے بھی بڑھ کے ہے وہ دیندار بد

جتنے ہیں شرک و بدعت و فسق و نفاق و کفر
ہیں سارے پیشِ مردمِ پرہیزگار بد

روزِ جزا میں نیک کو درجہ ملے عظیم
اور پائے گا بدی کی سزا بے شمار بد

اے سود خوار ماں پہ تو اپنی سوار ہے
ڈر حق سے جلد چھوڑ دے یہ کاروبار بد

جس آدمی کا قول عمل کے خلاف ہے
کہتا ہے ایسے شخص کو پروردگار بد

بغض و ریا و کبر و حسد سے بچ اے عزیز
کھوتے ہیں دل کے نور کو یہ چار یار بد

اے بد وہاں کی نار کو مت جان یاں کی نار
اس نار سے کہیں ہے جہنم کی نار بد

حق نے کہا ہے خوک سے مشرک کو بدتریں
کیوں اُس کو جانتا ہے تو اے نابکار بد

عاصی نے دل سے توبہ معاصی سے جب کیا
بخشا خدائے پاک نے گو ہو ہزار بد

عیش و بہارِ خلد بریں کی خدا سے چاہ
دُنیائے بے وفا کے ہیں عیش و بہار بد

دنیا کے جس وقار سے محشر میں ہو ذلیل
ہے حق میں نیک کار کے ایسا وقار بد

واجب ہے اُسکو رشتۂ خویشی کو توڑنا
ہوں جسکے یار و ہمدم و خویش و تبار بد

جس اہلِ زر نے زر سے نکوئی نہیں لیا
مسکین بد سے بڑھ کے ہے وہ مالدار بد

نیکوں کو اپنے زوجۂ مونس کے ماسوا
ہے غیر زن سے صحبت بوس و کنار بد

مسلم اگر ہے مسلکِ سنت تجھے پسند
کر ترک دل سے مذہبِ ہر ناگوار بد

برادرِ خانۂ اصلی کو کرتا ہے اگر آباد
تو کر اپنے نہ دل سے خدائے دوجہاں کو یاد

جو قسامِ ازل نے دی ہے عمرِ بے بہا تجھ کو
یہاں لہو و لعب میں کر رہا ہے کیوں اُسے برباد

وہی بس منزلِ مقصود پر اے سالکو پہونچے
جو کھووے جانِ شیریں کو بشکلِ عاشقِ فرہاد

ہے باطل سے توبہ کر پیا کر جامِ حق اے دل
اگر ہونا ہے اُسدن ہاویہ کی نار سے آزاد

اگر ہے خونِ طغیان و خودی سے پُر دماغ اپنا
کیا کر یاد حالِ غارتِ فرعون ذی الاوتاد

بلا میں دامنِ صبر و توکل کو نہ چھوڑ اے دل
اگر ہونا تجھے ہے باغِ جنت میں پہونچکر شاد

ادب سے دست بستہ ہوکے پیشِ خالقِ عالم
کھڑا سیدھا ہو اے بندے بشکلِ قامتِ شمشاد

شقی جو ہیں نصیحت عالموں کی کب سمجھتے ہیں
انھیں لازم ہے سمجھانا بضربِ خنجرِ فولاد

پسند آیا تمھیں اے جاہلو فرمانِ آبائی
ہمارے واسطے ہے سیّدِ کونینؐ کا ارشاد

عزیز و بعض متبعینِ سنت پر بھی ہے افسوس
کہ ان میں بھی ہوئی افراط و تفریط اندنوں ایجاد

تو ہی کر مہربانی اپنے بندوں خاص پر یارب
کہ ان کے طائرِ ایماں کے ہیں نفس و ہوا صیاد

خطائیں بخشدے یہ بندۂ مسلم کی یا اللہ
کہ آیا ہے ترے در پر بہ آہ و نالۂ و فریاد

ردیف ذال

حلوے کو جانتے ہیں سب اہلِ جہاں لذیذ
میرے لیے ہے نامِ خدائے جہاں لذیذ

تسبیح رب کی رکھتی ہے جسکی زباں کو تر
اس پاک گو کا کیوں نہو آبِ دہاں لذیذ

آدمؑ نہ کرتے نوش اگر گندم ہوس
چھٹتا نہ اُن سے میوۂ باغِ جناں لذیذ

ہے ذوق جب سے ہمکو حدیثِ رسولؐ سے
اے یارو ہوگئی ہے ہماری زباں لذیذ

نیکوں کو رزق چاہیے کسبِ حلال سے
مردار استخوان ہے پیشِ سگاں لذیذ

بی بی سے حظ اٹھاتے ہیں پرہیزگار لوگ
اور فاسقوں کے واسطے ہیں کسبیاں لذیذ

ناصح کے پند و وعظ پہ رنجش نہ چاہیے
ظاہر ہیں گو کہ تلخ ہے لیکن نہاں لذیذ

یہ شیرمال تجھکو مبارک ہو اے غنی
اُس سے کہیں ہیں جو کی مری روٹیاں لذیذ

مسلمؔ پلید سے دنیا کی کر حذر
چکھنا شرابِ پاک اگر ہے وہاں لذیذ

عزیزوں نے تو اپنا جسکو چاہا کر لیا اُستاذ
دلا تو بھی حدیثِ مصطفائیؐ کو بنا اُستاذ

وہاں شاگرد کو جائز نہیں ہے پیروی ہرگز
جہاں ہو صاف ظاہر یہ کہ لغزش کر گیا اُستاذ

بھلا مضمونِ حق سمجھائیگا شاگرد کو کیونکر
جو خود تقریرِ باطل میں تعصب سے بڑا اُستاذ

وہی ہوتا ہے فرمانِ خداوندی سے روگرداں
ہوا جس خر کا ابلیسِ قدیم الاشقیا اُستاذ

بچو شرعی مباحوں سے بھی اے پرہیزگارو تم
کہ ہے یہ نفسِ موذی مکر کے فن میں بڑا اُستاذ

برادر جو کوئی تجھکو سکھاوے دین کی باتیں
وہی ہے پیر تیرا اور اُسی کو جاننا اُستاذ

بری رسموں کو اے پیرو نہ سکھلاؤ مریدوں کو ‌ ‌ کہ دوزخ میں مع شاگرد ڈالا جائیگا اُستاذ
دلا جتنے محدث، اور مجتہد و مشائخ ہیں ‌ ‌ سمجھنا ان بزرگانِ سلف کو دین کا اُستاذ
کوئی مطلب بغیر اُستاذ کے حاصل اگر ہوتا ‌ ‌ نہیں جبرئیلؑ کو کرتا پیمبرؐ کا خدا اُستاذ
ادب سے باپ کے افزوں ادب اُستاذ کا کیجیے ‌ ‌ اگرچہ شاہزادے کا ہو مسکین و گدا اُستاذ
دلا ہے عقل وہ جوہر کہ ابراہیمؑ کے حق میں ‌ ‌ ہوا ہے گردشِ شمس و قمر کا سوچنا اُستاذ
اُٹھا جب آب و دانہ آدمؑ و حواؑ کا جنت سے ‌ ‌ ہوا ان ساکنانِ خلد کا حرص و ہوا اُستاذ
تعجب کیا کہ کرتا آدمی دعویٰ خدائی کا ‌ ‌ علاجِ موت میں ہوتا اگر یہ جالیا اُستاذ
درست آئیگی شاگردی اسی کی اہل سنت کو ‌ ‌ احادیثِ پیمبرؐ سے جو ہوگا آشنا اُستاذ

شرارت کسطرح بدعت کی جاوے اس سے اے مسلم
نہیں جس بے ادب کا سنت خیر الوریٰؐ اُستاذ

یوں تو ہیں پاس مرے عالمو صدہا تعویذ ‌ ‌ نام حافظ ہے مگر سب سے نکلتا تعویذ
جب سے بھایا ہے مجھے نامِ خدا کا تعویذ ‌ ‌ نہیں بھاتا کسی مُلا کا فلیتا تعویذ
لوحِ دل پر ہے مرے، نامِ الٰہی کا نقش ‌ ‌ میں نے جس روز سے اس نام کو سمجھا تعویذ
ہم وہیں سورۃ الحمد کو لکھ دیتے ہیں ‌ ‌ جب کسی طفل و زن و مرد نے مانگا تعویذ
لکھ کے لاحول ولا قوۃ الا باللہ ‌ ‌ بہرِ حسنینؓ پیمبرؐ نے بنایا تعویذ
دین و دنیا کی بلاؤں سے رہا وہ محفوظ ‌ ‌ معتقد ہو کے لیا جس نے ہمارا تعویذ
منزلِ گور و قیامت کی بلاؤں کے لیے ‌ ‌ عاملِ دین کے نزدیک ہے تقویٰ تعویذ
ہوئی جس نقش میں غیروں کی دہائی اے یار ‌ ‌ کبھی اس نقش کو لے کر نہ بنانا تعویذ
ایسے نقشوں کی کمائی ہے سراسر ناپاک ‌ ‌ کلمۂ شرک سے بھرتا ہے جو مُلا تعویذ
پیسے تعویذ کے لینا ہیں اُسی کو جائز ‌ ‌ نام اللہ سے پُر کرکے جو دیگا تعویذ
پیرزادوں کو خدا راہ سُجھادے سیدھی ‌ ‌ دین و ایمان ہے گمراہوں کا گنڈا تعویذ
خونِ ناپاک سے لکھتا ہے کوئی نام الٰہ ‌ ‌ مرگی و درد سر و سحر زدہ کا تعویذ
کوئی کہتا ہے خصم دم میں ہو جورو کا غلام ‌ ‌ ہے عمل میں مرے اے بیبیو ایسا تعویذ
کوئی کہتا ہے کہ ہو بانجھ زمانے کی اگر ‌ ‌ اسے فرزند عنایت کرے میرا تعویذ
کوئی کہتا ہے کہ اس پر ہے پری کا سایہ ‌ ‌ بڑی محنت سے لکھا جائیگا اس کا تعویذ

ہیں وہی پیر جی اے بندۂ مسلم سچے
جو دیا کرتے ہیں بے مکر و ریا کا تعویذ

ردیف راء

دلا تیرے لیے ذکروں میں ہے ذکرِ خدا بہتر
اور اُسکے بعد سب راہوں میں راہِ مصطفےٰؐ بہتر

اگرچہ انبیاؑ سارے خدا کے برگزیدہ ہیں
مگر ہیں اُن کے اندر خاص ختم الانبیاؐ بہتر

غنی کے حق میں ہے بہتر کہ کھولے ہاتھ بخشش کا
نہیں تو اس غنی سے ہے فقیرِ بے نوا بہتر

جوانی اور پیری میں لگا ہے خاتمہ کا ڈر
مرا جو حالتِ طفلی میں دنیا سے گیا بہتر

نہ چکھی جس نے شیرینیِ ایماں زندگی پاکر
اُسے جینے سے مرجانا ہے کھا کر سنکھیا بہتر

تمہیں انصاف کی رو سے کہو لے منصفو ہمسے
کہ قولِ غیر بہتر یا حدیثِ مصطفےٰؐ بہتر

بہت بہتر ہے تنہائی سے محفل نیک کاروں کی
بدوں کی محفلوں سے ہے اکیلا بیٹھنا بہتر

جہاں ہو راگ باجا ناچ بازی محفلِ بدعت
وہاں سے ہے ہمیں لاحول پڑھ کر بھاگنا بہتر

بُرے جس شخص کے اقوال و افعال و عقائد ہوں
تو اُسکی خویشی و یاری سے ہے منھ موڑنا بہتر

جلانا مارنا دینا نہ دینا پالنا جس کا
یہ قدرت میں ہے جسکے بس اُسی کا پوجنا بہتر

مریضِ معصیت کیونکر نہ توبہ سے شفا پاوے
کہ استغفار سے بڑھکر نہیں کوئی دوا بہتر

ہمیشہ کارہائے ناسزاواری سے بچ اے دل
اگر پانا ہے در روزِ جزا حق سے جزا بہتر

زنِ بدکار بدکاری سے باز آوے تو بہتر ہے
وگرنا اُس خبیثہ سے علاقہ توڑنا بہتر

خدا کی یاد میں دل کو جلا اے بندۂ خاکی
کہ اس اکسیر سے کوئی نہیں ہے کیمیا بہتر

پس از ختمِ نصیحت واسطے ناصح کے اے مسلم
اُٹھانا بھائیوں کے حق میں ہے دستِ دعا بہتر

دلا خوش ہو کے سر اپنا جھکا اللہ کے در پر
اُٹھا پروانہ شاہی کو اُس کے مان کر سر پر

اگر منظور ہے لینا تجھے فردوس کی دولت
تو تھوک اے یار اس دنیائے دوں کے نقرہ و زر پر

عمل پہ ہر کوئی رکھتا ہے اپنے آسرا اے دل
تو رکھ امید فضلِ قاضیِ دیوانِ محشر پر

بلاشک دولتِ اغنائے قلبی اُسکے ہاتھ آئی
جو قانع ہے فقیرِ بے نوا اپنے مقدر پر

نہ پاوے دل میں اپنے روشنیِ صدق وہ ہرگز
جو طاعن ہے لعینِ روسیہ صدیقِ اکبرؓ پر

رسول اللہ کی چشمِ عنایت بے نہایت تھی
عمرؓ بوبکرؓ عثماںؓ فاطمہؓ حسنینؓ و حیدرؓ پر

مبارک ہوں تمھیں لے صاحبو اقوال غیروں کے ۔ فدا ہوں جان و دل سے ہیں احادیث پیمبرؐ پر
اگر عالم طریق مصطفائیؐ سے چلا باہر ۔ تو یہ سمجھو کہ ہیں جلدیں کتابوں کی لدی خر پر
میاں سارا جہاں دیکھا اگر تونے تو کیا حاصل ۔ بعزمِ حج تو چل اللہ کے بیتِ مطہر پر
مرض یا زہر حیواں کا دوا لینا حکیموں سے ۔ نہ ہونا معتقد زنہار شیطانوں کے منتر پر
نہ دوگے گر جوانو جانِ شیریں راہ مولیٰ میں ۔ لو اک دن تلخی جان کندنی چکھوگے بستر پر
قطب اور غوث پر کیونکر نہ ہو درجہ شہیدوں کا ۔ رضائے ایزدی میں گر پڑے ہیں توپ و خنجر پر
اگر بخشے خدا شاہی تو رہ عجز و تواضع سے ۔ نہ بھول اس چاردن کے ملک و مال و فوج و لشکر پر
تصور کر کہ فوج و شوکت شاہی نہ کام آئی ۔ لٹیرا موت کا جس وقت آ پہونچا سکندر پر

پہونچکر اب مدینے میں درود و نعت لے مسلم
پڑھو خیر البشرؐ کے روضۂ پر نور انور پر

ہے یہی حق میں ترے لے دل نادان بہتر ۔ کہ رہے بندگی حق میں جھکی پشت و کمر
جو یہاں یادِ الٰہی میں کرے گا سستی ۔ چشمِ افسوس سے روئے گا بروزِ محشر
غیر ممکن ہے رسائی درِ حق پر اُس کی ۔ رہزنِ نفس کو یاں جس نے بنا یا رہبر
اے میاں مکر ہیں تم نفس و ہوا کے آکر ۔ چھوڑ دیجیو نہ کہیں پیروی پیغمبرؐ
دیکھ لو پیروی نبیوں کی نہ کرکے منظور ۔ ناگہاں قہرِ الٰہی میں پڑے لوگ اکثر
پیروی کی نہیں فرعون نے موسیٰؑ کی جب ۔ غرق آخر کو ہوا نیل میں وہ بدگوہر
جبکہ نمرود نے مانا نہیں فرمان خلیلؑ ۔ ایک مچھر سے ہوا داخل فی النار سقر
جب نہ صالحؑ کی اطاعت میں رہی قوم ثمود ۔ پھٹ گئے نعرۂ غیبی سے پلیدوں کے جگر
پیروی ہودؑ کی جب عاد نے کی نامنظور ۔ بادِ صرصر سے لعیں مر گئے ٹکرا کر سر
حکم داؤدؑ کا لوگوں نے نہ مانا جس دم ۔ غضبِ ایزدی سے ہو گئے سارے بندر
جب کیا لوطؑ کے فرمان سے لوگوں نے گریز ۔ سر پر اُن سرکش و ناپاک کے برسا پتھر
بھائیو آئے گا آخر کو غضب تم پر بھی ۔ پیروی سید ابرار کی چھوڑو گے اگر
اٹھے جبتک نہ رُخِ دل سے نقاب بدعت ۔ جلوۂ شاہدِ سنت نہ کبھی آئے نظر

مذہبِ دین ہے وہ صاف غلط اے مسلم
شاہدی جسکی نہ دے دفترِ قرآن خبر

ردیف زاء

کچھ ہے اگر دل میں ترے شرم و حیا اے بے نماز
رو برو مالک کے اپنے سر جھکا اے بے نماز

جس نے کیا پیدا تجھے عقل و ہنر بخشا تجھے
حق چاہیے اس کا تجھے کرنا ادا اے بے نماز

حیلہ بہانہ چھوڑ تو انکار سے مُنھ موڑ تو
ہاتھوں کو اپنے جوڑ تو پیشِ خدا اے بے نماز

کرتا نہیں سجدہ اگر روزی نہ رب کی نوش کر
اُس کی زمیں کو چھوڑ کر تو گھر بنا اے بے نماز

ہے کارِ دنیا میں تری چستی و چالاکی بڑی
کیا بندگی میں پڑ گئی تجھ پر بلا اے بے نماز

لاتا نہیں ایمان ہے تو کس طرح انسان ہے
تجھ سے کہیں حیوان ہے چنگا بھلا اے بے نماز

دعویٰ تجھے ہر آن ہے یہ کہ مجھے ایمان ہے
دعویٰ ترا بیجان ہے سجدے بنا اے بے نماز

باغی ہے تو اللہ کا اور چور شاہنشاہ کا
منکر رسول اللہ کا تو ہو گیا اے بے نماز

ہے شیخ یا تو میر ہے سجدے میں گر تقصیر ہے
ابلیس تیرا پیر ہے تو بالکا اے بے نماز

تجھ پر غضب کی مار ہے اللہ کی پھٹکار ہے
تیرے لیے تیار ہے رنج و بلا اے بے نماز

طاعت نہ کی رحمان کی رہ چھوڑ دی ایمان کی
تو پیروی شیطان کی کرنے لگا اے بے نماز

تو سو رہا وقتِ سحر سجدے سے ہو کر بے خبر
کانوں میں تیرے موت کر شیطان گیا اے بے نماز

جو حال ہو ہامان کا فرعون جتنی مار کھا
اتنی جہنم میں سزا تو پائے گا اے بے نماز

کر حال یاد ابلیس کا کیسا بڑا مقبول تھا
سجدے سے جب منکر ہوا راندا گیا اے بے نماز

دل میں ترے خنّاس ہے دیتا وہی وسواس ہے
سینہ ترا سنڈاس ہے شیطان کا اے بے نماز

خوش ہو کہ تو انساں بنا ہوتا اگر کتّا گدھا
گلیوں میں پھرتا بھونکتا یا رینگتا اے بے نماز

سجدہ نہ خالق کو کیا سر غیر کے آگے دھرا
تیرا جنازہ ہو بھلا کیونکر روا اے بے نماز

ختنہ کرانے سے ترے داڑھی بڑھانے سے ترے
کیونکر مسلمانی ملے سر کو جُھکا اے بے نماز

خواب و خورِ دن کے سوا تجکو نہیں کچھ سوجھتا
تو سانڈ ہے شیطان کا داغا ہوا اے بے نماز

عصیاں سے کر شرمندگی دل سے بجا لا بندگی
دیگا وہاں خرسندگی تجکو خدا اے بے نماز

ہوتا ہے تو کیوں خشمگیں سُنکر کلامِ ناصحیں
کچھ تیرے ہی سر کو نہیں جھکنا پڑا اے بے نماز

ساتوں فلک ساتوں زمیں لوح و قلم عرشِ بریں
سجدے میں ہے سبکی جبیں پیشِ خدا اے بے نماز

حور و ملک شمس و قمر خشکی تری کے جانور
کرتے ہیں سب شام و سحر سجدہ ادا اے بے نماز

جُھک جُھک تمامی ڈالیاں ساری زمیں کی بوٹیاں
کرتے ہیں خالق کی بیاں حمد و ثنا اے بے نماز

ہستی میں کوئی شے نہیں جو بندگی میں ہے نہیں
لیکن تجھے کو عجب نہیں دل میں ذرا اے بے نماز

جسوقت ہو بانگِ اذان مسجد کو جاویں مومناں
تو منہ چھپا مثل زناں گھر کو چلا اے بے نماز

جھک بندگی کے واسطے بہتر ہے تیرے واسطے
لے تو نہ اپنے واسطے قہرِ خدا اے بے نماز

کچھ چوک بھی ہو جائیگی تو بندگی کام آئیگی
اللہ سے بخشائے گی جرم خطا اے بے نماز

جب قبر میں تو جائیگا گرزوں کی چوٹیں کھائے گا
اُسوقت میں تو پائیگا اپنا کیا اے بے نماز

یہ پند مسلم نے جو کی ظاہر میں ہے کڑوی بڑی
باطن میں مصری کی ڈلی تو پائیگا اے بے نماز

بارگاہِ ایزدی میں ہے وہی برتر عزیز
جس کے دل کو ہے حدیثِ ساقیِ کوثر عزیز

اے عزیزو قول غیروں کا مبارک ہو تمھیں
ہے ہمارے واسطے گفتارِ پیغمبرؐ عزیز

کس طرح کافر نہ ہونگے دشمنانِ چار یارؓ
کیونکہ یہ چاروں تھے پیغمبر کے افزوں تر عزیز

جسکی صدفِ دل میں ہو ایمانِ دُرِّ بے بہا
شکر حق لا دے بجا پا کر کے یہ گوہر عزیز

صاحبِ دیں کے نظر میں دُرِّ ایماں ہے پسند
اور پیشِ اہلِ دُنیا سیپ کا گوہر عزیز

بندگی میں کیوں دلا کرتا ہے تو ہر سو خیال
کہہ کہ ہے وہ یادِ حق سے کون شے بہتر عزیز

بے نوائی میں نہ گھبرائے اگر تو احمدیؐ
فقر و فاقہ تھا نبیؐ کو زندگانی بھر عزیز

اے میاں کر ہوش اپنی آخرت کا گھر بنا
چھوڑنا ہے ایک دن اس زندگی کا گھر عزیز

آدمی کو چاہیے اللہ کو راضی کرے
کام آئیں گے نہیں فرزند و زن مادر عزیز

بارگاہِ کبریا میں نوریوں سے ہے بڑا
نورِ ایماں کے سبب یہ خاکیِ احقر عزیز

مردِ متمل پیارا ہے خدا کا لاکلام
کیونکہ حمالی کے باعث ہے جہاں میں خر عزیز

کیوں نہ قارون کو دھنسا ڈالے زمیں باگنج و زر
تھا اُسے فرمانِ حق سے بڑھ کے گنج و زر عزیز

آدمی ہمراہ اُس کے ہوئے گا محشر کے روز
جس کو رکھتا ہے یہاں ہر چیز سے بڑھ کر عزیز

حشر میں بندہ وہی رب کا پیارا ہوئے گا
ہے جسے یاں بندگیِ خالقِ اکبر عزیز

حق سے باطل کو جدا جب سے کیا ہے صاف صاف
بندۂ مسلم کے دشمن ہو گئے اکثر عزیز

بچھا کر دلا پاک جائے نماز
رکھ آگے خدا کے جبینِ نیاز

بہا بحرِ اشکِ ندامت کی دھار
ہے اٹکا تری مغفرت کا جہاز

ہے دریائے لاتقنطوا جوش پر
برائے تسلّیِ عصیاں طراز

تواضع سے ہے جس کی گردن جھکی
قیامت میں ہوگا وہی سرفراز

اُٹھا خوابِ غفلت سے سرائے غریب
کہ پہونچا سفر تیرے سر پر دراز

رفیقانِ غربت سے کرکے سلام
کراب کوچ کا اپنے ساماں و ساز

وہ انساں نہیں بلکہ حیوان ہے
نہیں خیر و شر میں جسے امتیاز

وہی شخص نزدِ خدا ہے بزرگ
جو پرہیزگاری میں ہے ترک و تاز

صغیرہ خطا ہو اُسی کی معاف
کبیرہ سے رکھتا ہے جو احتراز

صغیرہ سے یارو بچنا ضرور
کہ حلوے کو کھوتی ہے کچّی پیاز

جو لینا ہے صبر و توکل کا ذوق
تو دل سے اُٹھا لذتِ حرص و آز

وہ جھوٹا دغاباز ہے دیندار
جو رہتا نہیں شرک و بدعت سے باز

خدا جب بناتا ہے کافر کا کام
تو مؤمن کا ہے کون سا کارساز

خدایا تری بخششوں کی ہے آس
نہیں نیکیوں پر مجھے فخر و ناز

بھلا کیوں نہ مسلم ہو شوخ اے کریم
ترا نام ہے جب کہ نکتہ نواز

ردیف سین

کیوں تو غافل ہے پڑا اے دلِ ناداں افسوس
تجھ پہ آتا ہے مجھے بیحد و پایاں افسوس

تیرے بالوں کی سیاہی میں سفیدی آئی
ڈھلے لگی رات ہوئی صبح نمایاں افسوس

آگیا ضعف تری تاب توانائی میں
دست و پا زانو و سر ہوگئے لرزاں افسوس

پردۂ چشم پہ آ دُھند نے سایہ ڈالا
آئے جنبش میں ترے گوہرِ دنداں افسوس

سب رگ و پٹھے ہوئے عضوِ بدن کے ڈھیلے
جھک گئے قامتِ خوش گام خراماں افسوس

جن رفیقوں کی رفاقت میں تھی جینے کی بہار
کرلیا کوچ کا ہر ایک نے ساماں افسوس

آئیگی کوچ کی تیری بھی گھڑی اے جانم
دل میں رہجائیں گے سب حسرت و ارماں افسوس

اپنے جینے کی ہوس تجھ کو بڑھی جاتی ہے
عمر جاتی ہے گھٹی ہر دم و ہر آن افسوس

گوش دل سے مرے اب پند کو سُن بہرِ خدا
ورنہ تو ہوئے گا آخر کو پشیماں افسوس

آیا تھا گلشنِ ہستی میں تو گل چیننے کو
لے چلا بھر کے خس و خار سے داماں افسوس

خبثِ باطن سے بچا جان کو اپنی ہر دم
خبثِ ظاہر پہ تو کھا جائے گا چنداں افسوس

ظاہر آراستگاں ہوئیں گے رسوا اکثر
جن کو اخلاص کا مایہ نہیں پنہاں افسوس

گو کہ ظاہر میں ہزاروں کا بنا پیر میاں
تجھ میں آئی نہ مگر بوئے پیراں افسوس

گوہرِ عمر جو بخشی ہے جنابِ حق نے
اس کے جوہر کی نہ آئی تجھے پہچاں افسوس

قدر دنیا کی ہے خر مہرہ و ٹھکری سے بھی کم
تو نے سمجھا ہے اُسے لؤلؤ و مرجاں افسوس

کر دوا آج تو جس درد کی چاہے اے یار
کل ترے درد کا ممکن نہیں درماں افسوس

کیسے جاویگا تو اُس خالقِ برحق کے حضور
سر پر اپنے لیے یہ بارِ گناہاں افسوس

جنکی الفت میں تو بھولا ہے خدا کو اپنے
دشمنِ جاں ترے ہو جائینگے ایجاں افسوس

باغِ فردوس کے میووں کی اگر خواہش ہے
فقر و فاقہ میں نہ کر نالہ و افغاں افسوس

جس بشر میں نہ ہوئی آدمیت اے مسلم
بیشک حیوان سے بدتر ہے وہ انسان افسوس

مجھے آتا ہے یارو اُس کے استغفار پر افسوس
کہ جس کو کچھ نہیں اپنے برے کردار پر افسوس

مرض میں توبہ شکنی کے جو بندہ ہو گیا مجبور
کراما کاتبیں کرتے ہیں اُس بیمار پر افسوس

خدا کی بندگی کر کے جو پوجے بانس کا کاغذ
تو اُس مشرک نمازی خوار ناہنجار پر افسوس

جو واہی حجتیں لاتے ہیں قولِ مصطفائی پر
کرینگے ایکدن وہ اس غلط گفتار پر افسوس

جو جاہل باپ دادوں کے قدم پر آج چلتا ہے
کریگا ایکدن اپنی بُری رفتار پر افسوس

میاں ہو کر کے سُنّی راہ پر غیروں کی چلتا ہے
ترے ایسے مطیعِ سیّدِ ابرار پر افسوس

اگر دل میں ترے ہے خوئے درویشی تو اے درویش
تری تسبیح و تاج و جبّہ و دستار پر افسوس

عذابِ نار خواری میں جہنم کے فرشتوں کو
نہیں آئیگا ہر گز مردمِ مکّار پر افسوس

جسے بخشے خدائے دو جہاں دنیا میں سیم و زر
نہ دیوے راہ میں اُس کی تو اُس زردار پر افسوس

ہوا فرزند جو خدمت گزاری سے تری باہر
نہ کھا اے پیر ایسے شوخ برخوردار پر افسوس

بہا لے اشک افسوس اے برادر گور سے پہلے
کریگا کون اُس تنگی میں تجھ ناچار پر افسوس

کریں گے ایکدن تجھ پر بھی لوگ افسوس اے مسلم
تجھے ہے جس طرح اگلے رفیق و یار پر افسوس

اے برادر دل سے کرنا یادِ رحماں ہر نفس
اور اُس کے قہر سے رہنا ہراساں ہر نفس

ذاکرانِ حق بظاہر خلق سے ہیں ہم کلام
ذکرِ حق اُن کا چلا جاتا ہے پنہاں ہر نفس

تو سمجھتا ہے کہ میں جیتا رہونگا سو برس
عمر تیری کم ہوئی جاتی ہے ایجاں ہر نفس

چاہیے کرنا ہمیں گنجِ قناعت اختیار
ہیں عبث تحصیلِ زر میں ہم پریشاں ہر نفس

بندگی میں گلشنِ ہستی جو اپنی کھوئے گا
پائیگا مرکر بہارِ باغِ رضواں ہر نفس

اے میاں دنیا کے ہر نفع و ضرر کا چھوڑ سوچ
سوچ اپنی آخرت کا نفع و نقصاں ہر نفس

کارہائے زشت کم کرتے ہیں نورِ ایمان کا
نیک کاری سے بڑھا کرتا ہے ایماں ہر نفس

ہوش کر اے دل کہ کندھوں پر ترے بیٹھے ہوئے
لکھتے ہیں ہر خیر و شر کو دو نگہباں ہر نفس

ہے اگر جنت کو جانا رو نخنداں اے میاں
رہ خدا کے خوف سے باچشمِ گریاں ہر نفس

آج جو کرنا ہے کر اس کام کو کل پر نہ چھوڑ
دیکھ متغیر ہوا جاتا ہے دوراں ہر نفس

جو کوئی رکھتا ہے جنت کی ہمیشہ آرزو
اُس کی جنت بھی رہا کرتی ہے خواہاں ہر نفس

آکے دنیا میں جو کرتا ہے خدا سے سرکشی
جاکے دوزخ میں کریگا شور و افغاں ہر نفس

آتشِ خوفِ سقر ہے جس کے دل میں شعلہ زن
مارتا ہے زندگی بھر وہ آہِ سوزاں ہر نفس

ہے اگر آلائشِ دنیا سے ہونا پاک و صاف
دِل سے استغفار کرلے اہلِ عصیاں ہر نفس

حال پر مسلم کے یارب دمبدم رکھنا نگاہ
ڈالتا ہے دل میں بد وسواس شیطاں ہر نفس

ردیف شین

ہونا اگر دلا ہے برونِ شمار خوش
رہنا خدا کی یاد میں لیل و نہار خوش

خرسندگی وہاں کی نہ پائی تو کچھ نہیں
گر ہو یہاں کے ناز و نعم میں ہزار خوش

جو خوش نہیں اطاعتِ پروردگار سے
اُس کو کریگی آتشِ دارالبوار خوش

مت بھول یاں کی عشرتِ فانی میں بوالہوس
اس سے کہیں ہے خلد کی عیش و بہار خوش

جس کو نہیں یقین عذاب و ثواب پر
آئی ہے شاید اُس کو جہنم کی مار خوش

جاں کندنی و گور و حساب و کتاب میں
ہے نیک کار مرد سے پروردگار خوش

جس رسم و راہ میں ہو پیمبرؐ کی ناخوشی
اُس رسم و راہ سے نہ ہوا ے دیندار خوش

جس پیشہ و ہنر کے ٹکے ہیں حلال و پاک
ہے متقی کے حق میں وہی کاروبار خوش

کیونکر نہ غازیوں کا ہو درجہ بڑا عظیم
ہے رب کو اُنکے جنگ کی گرد و غبار خوش

ہیں جتنے پڑھنے والے نوافل کے زاہدا
نزدِ خدا ہے سب سے تہجد گذار خوش

جس مولوی کو علم پر اپنے نہیں عمل — اس مولوی سے نزدِ خدا ہے حمار خوش
اے مشر کو جھکاؤ تمہیں سر کو پیشِ غیر — ہے ہم کو بندگی درِ کردگار خوش

مسلم تو کر وہ کام کہ جس میں ہو خدا خوش
گو ہوں نہ اُس میں ہمدم و خویش و تبار خوش

چکھنا دلاہے میوۂ باغِ جناں ہمیش — تو رہ خدا کی یاد میں رطب اللساں ہمیش
برگ و نوا دہاں کا زیادہ بکار ہے — دارِ فنا سے چل کے ہے رہنا جہاں ہمیش
کوشش میں کارِ خیر کی یاں سے جو چل بسا — رہتا ہے اُس کا خاتمہ نیکی رواں ہمیش
مردہ نہیں جو راہِ خدا میں ہوا شہید — زندہ ہے بلکہ نزدِ خدائے جہاں ہمیش
اکثر خطا سے ہے تجھے بچنا اگر میاں — چشم و لب و زباں کا تو نگہباں ہمیش
عالم وہی ہے دینِ پیمبرؐ کا پیشوا — رکھے جو وعظ و پند میں گویا زباں ہمیش
پھرتی سے کچھ کمالے جوانی میں اے جواں — کیا جانتا ہے تو کہ رہوں گا جواں ہمیش
آبِ زلالِ پند سے منہ کیوں نہ موڑ لیں — چکھنا ہے جن کو نار کی چنگاریاں ہمیش
ہر کس کرے گا اُسکو بھی نیکی کے ساتھ یاد — رکھے گا ہر کسی سے جو بہتر گماں ہمیش
اے خاک زادہ خاک میں ملجاؤ جیتے جی — رکھنے کو چاہئے ہو جو نام و نشاں ہمیش
بیشک اُسی کی ہونگی خطائیں وہاں معاف — روتا ہے خوفِ حق سے جو عاصی یہاں ہمیش
آئے گی جلد گلشنِ نبویؐ میں اب بہار — بادِ صبا ہے ان دنوں عنبر فشاں ہمیش

مسلم کو باغِ دین سے یا رب جدا نہ کر
بلبل غریب کا ہے وطن گلستاں ہمیش

ہے اگر اے دل تجھے چلنا سعادت کی روش — کر پسند ہر حال میں شاہِ رسالت کی روش
کس طرح پہونچے گا ملکِ معرفت میں وہ فقیر — چھوڑ دی جس کور باطن نے شریعت کی روش
قولِ نبویؐ چھوڑ کر لیتا ہے جو قولِ امام — وہ نبیؐ کے ساتھ چلتا ہے بغاوت کی روش
اُس فقیر و مولوی کو نائبِ ابلیس جان — جو چلاتا ہے خلائق کو ضلالت کی روش
علتِ بدعت کو تو کچھ کم نہ جان اے دیندار — قوتِ ایمان کو کھوتی ہے بدعت کی روش
اے موحد تو نری توحید کو کافی نہ جان — قالبِ توحید کی ہے جان سُنّت کی روش
اے اخی ہے عقل و علم و شرم و اخلاق و ادب — بخشش و عجز و مروت آدمیت کی روش

ہے بُرا وہ مولوی جو خود عمل کرتا نہیں
گو کہ لوگوں کو بتاتا ہے ہدایت کی روش

ہے اگر بندہ تو راہِ سرکشی سے باز آ
کیونکہ ہے بہتر ترے حق میں اطاعت کی روش

آدمیت چاہیے تو علم سیکھ لے ہوشمند
ورنہ حیوانی سکھاتی ہے جہالت کی روش

ایک رو ہو کر دلا پیشِ الٰہی سر جھکا
حق تعالیٰ کو نہیں بھاتی ہے شرکت کی روش

شیخ جی نے فاسقی میں چھوڑ دی شیخی کی راہ
متقی نداف نے پکڑی شرافت کی روش

جبکہ تو نور البصر قارون کا ہے اے بخیل
کیوں نہ پھر تجکو پسند آوے بخالت کی روش

زاہدِ ممسک سے وہ فاسق رہا درجے میں تیز
پائے ہمت کو ہوئی جسکے سخاوت کی روش

بندۂ مسلم کو چاہِ حرص سے دیکر نجات
یا الٰہی کر عطا راہِ قناعت کی روش

ردیف صاد

آخرت کے رنج سے ہوگا وہی انسان خلاص
ہوویگی جسکے بدن سے جان با ایمان خلاص

گلشن بخشش کی گل چینی اُسی کو ہو نصیب
جسکا خارِ نفسِ شیطاں سے ہوا داماں خلاص

منزلِ مقصود پر جلدی پہونچنا ہے اگر
دوش اپنا بارِ عصیاں سے کرلے ناداں خلاص

چھوڑ استغفار مت اے مبتلائے معصیت
کیونکہ پاویگا اسی سے قیدیِ عصیاں خلاص

دولتِ دنیا نہ چاہ اے دل کہ در وقتِ حساب
پائے گا جلدی فقیرِ بے سروساماں خلاص

غیر ممکن ہے ادا کرنا حضوری سے نماز
جب تلک وسواسِ فاسد سے نہو انساں خلاص

خوفِ حق سے آنکھ جو آنسو بہاتی ہے یہاں
ہوگی بیشک آگ سے وہ دیدۂ گریاں خلاص

ہے ہوس عشقِ حقیقی کی تو اے مرغِ سحر
دامِ زلف و دانہ ہائے خال سے کر جاں خلاص

صدمہ ہائے گور و محشر سے وہی پاوے نجات
دامِ شرک و قید و بدعت سے ہوا جو یاں خلاص

اے میاں تو چشمۂ توحید میں غوطہ لگا
ہاویہ کی نار سے کرنا اگر ہے جاں خلاص

بندۂ مسلم کو اب اپنی نگاہِ لطف سے
کیجیو آلائشِ باطن سے اے سُبحاں خلاص

آدمی کے جب تہ دل میں سما جاتی ہے حرص
سو طرح کا رنگ ڈھنگ اے یار دکھلاتی ہے حرص

گاہ عالم اور گہ درویش کہلاتی ہے حرص
گاہ گنڈا فال تعویذات سکھلاتی ہے حرص

گاہ تاج و جُبّہ و دستار پہناتی ہے حرص
گہ لنگوٹی چوتڑوں سے بھی اترواتی ہے حرص

گاہ پہنا کر حریصوں کو گدائی کا لباس
کوبکو و دربدر سے بھیک منگواتی ہے حرص

گاہ خوش الحانی و قرأت سے قرآن شریف
مجلسوں میں حافظ و قاری سے پڑھواتی ہے حرص

ہے سفر میں جس طرف کے شیر کا خطرہ عیاں
اُس طرف خرگوش کے مانند دوڑاتی ہے حرص

روپیے محتاج کو ملتے ہیں جس دم سو پچاس
سود خوری کی طرف پھر اُسکو للچاتی ہے حرص

دست و پا چشم و زباں سے جو یہاں معذور ہے
اُسکو دل ہی دل میں سو سو فکر بتلاتی ہے حرص

کرلیا جس نے اگر کنج قناعت اختیار
اُسکے اُلجھانے کو سو سو دام پھیلاتی ہے حرص

دیدۂ تقویٰ سے نابینا کرا کر اے حریص
معصیت کی راہ میں آخر کو لیجاتی ہے حرص

کیوں نہیں کرتا توکّل اختیار اے بوالہوس
کیا تجھے تقدیر سے کچھ بڑھ کے دلواتی ہے حرص

لیکن لے بھائی تو کارِ خیر میں ہو نا حریص
کیونکہ اُسکا درجۂ اعلیٰ میں پہونچاتی ہے حرص

گھر کا نان وخشکہ اے مسلم نہیں آتا پسند
جب تلک دل سے نہیں بالکل نکلجاتی ہے حرص

ردیف ضاد

جائیگا فردوس میں بندہ اطاعت کے عوض
ہاویہ کی مار کھائےگا شرارت کے عوض

بندگیاں مالی و بدنی و قلبی اے عزیز
ہیں خدا کی بخشش وجود و عنایت کے عوض

شکرِ انعام الٰہی چاہیے کرنا ضرور
ورنہ مارا جائیگا کفرانِ نعمت کے عوض

باغ میں دنیا کے ہوگا کون ایسا بدنصیب
جو گلِ سُنّت کو بیچے خارِ بدعت کے عوض

تشنگی میں حشر کے دن ساقیِ کوثر کا جام
اہلِ سُنّت پائیں گے اجرائے سُنّت کے عوض

کھول کر دل کو اُڑالو کافرو عیش و طرب
تمکو عشرت ہے یہاں عقبیٰ کی راحت کے عوض

دولتِ صبر و توکل گر خدا بخشے مجھے
گنجِ قارون کو نہ لوں مالِ قناعت کے عوض

رتبۂ عالی خدائے پاک سے ہوگا نصیب
صاحبانِ نقرۂ زر کو سخاوت کے عوض

عیشِ جنت کا عطا فرمائے گا پروردگار
مومن و مسکیں کو افلاس و مصیبت کے عوض

جاں نثارانِ رضائے حق یہاں ہوکر شہید
چاہتے ہیں پھر شہادت سیرِ جنّت کے عوض

گوہر دندان حورانِ بہشتی کو ضرور
لیں گے عاصی قطرۂ اشکِ ندامت کے عوض

آیتِ لاتقنطوا پر رکھ تو اے مسلم نگاہ
لوگ بخشے جائینگے زہد و ریاضت کے عوض

جبکہ اےدل ہے رضامندیِ یزداں سے غرض
کس لیے رکھتا ہے تو خفگیِ اخواں سے غرض

طالبِ حق ہے میاں تو کر رضائے حق تلاش
کیا تجھے حور و قصور و باغِ رضواں سے غرض

دولتِ دنیائے جیفہ سے خدا راضی نہیں
ہے فقط اُس کو ہمارے مالِ ایماں سے غرض

چاہیے یاروں کی خوشخوئی ظاہر پر نگاہ
کیا کسی بھائی کی بدخوئی پنہاں سے غرض

لوگ لامذہب کہیں یا رکھیں وہابی خطاب
ہے مجھے اخبار اور آیاتِ قرآں سے غرض

لشکرِ اسلام کو مت جان لے ناداں حقیر
نصرتِ حق ہیں نہیں اسباب و ساماں سے غرض

چھوڑ ہر نفع و ضرر کو اس جہاں کے اے میاں
چاہیے رکھنا وہاں کے سود و نقصاں سے غرض

کیوں نہ ہو برباد اس کا صدقہ و صوم و صلوٰۃ
ہے جسے دنیا کے نام و عزّت و شاں سے غرض

کیا کہوں اے یار میں گمراہ کے منصب کا حال
ہے کہیں بڑھکر ذلیل و خوار حیواں سے غرض

جھیلتے ہیں سختیاں جو راہِ حق میں مردِ حق
کب بھلا رکھتے ہیں اپنی راحتِ جاں سے غرض

جبکہ ہے شاہ و گدا کو خاک میں ملنا ضرور
کام کیا چھپر سے کیا سنگین ایواں سے غرض

ہم کو بس ہے حجتِ قرآن و برہانِ حدیث
کیا رواجِ مکہ و رسمِ خراساں سے غرض

اے اخی عشقِ جمالِ مہ رخاں سے کر حذر
ہے تجھے گر جلوۂ دیدارِ رحماں سے غرض

ہے توقع یہ کہ پائے گا ہدایت وہ ضرور
ہوئے گی جسکو مرے مضمونِ دیواں سے غرض

بندۂ **مسلم** کو کہنے سے نہ روکو اے عزیز
کس لیے کہ ہے اسے تنبیہ ناداں سے غرض

ردیف طاء

جس مردِ بے شعور کی ہوگی زباں غلط
سمجھیں گے اس کے سچ کو بھی خورد و کلاں غلط

کیونکر نہ کافروں سے ہوں بدتر منافقین
ظاہر صحیح رکھتے ہیں لیکن نہاں غلط

ملکِ بقا میں نامور اے دل کر آپ کو
اس ہستیِ فنا کا ہے نام و نشاں غلط

کرتا ہے جب کہ یادِ الٰہی میں کاہلی
دعویٰ جوانی کا ہے ترا اے جواں غلط

جو مذہب و طریق ہو سنّت کے برخلاف
اُس مسلک و روش کو سمجھ اے میاں غلط

سمجھے گا جاکے گور میں منکر نکیر سے
پرسش کو گور کی جو سمجھتا ہے یاں غلط

جب بادشاہ دین کا آوے گا واہیو
تب سُنّتِ رسولؐ کو کہنا وہاں غلط

جاتا ہے جو خوشی میں خدائے جہاں کو بھول
پائے گا اپنے رنج کی آہ و فغاں غلط

ہرگز نہ کیجیے غیر کے حق میں گمانِ بد
شاید ہو اس عزیز پر اپنا گمان غلط

انکار مجکو کیوں نہ بتوں سے ہو مشتر کو
میری نظر میں ہیں یہ تمھارے بتاں غلط

کیوں رنج ہو عزیزو ہمارے کلام سے
بتلاؤ تو کہ ہم نے کہا ہے کہاں غلط

چلتا ہے جو شریف کمینوں کی راہ پر
ہے اس طرح کا سید و شیخ و پٹھان غلط

مسلم کی گو کہ پُر ہے ہدایت سے یہ غزل
بتلائیں گے اسے بھی مگر غازیاں غلط

زاہدا تیرے لیے ہے زہد کا گھر احتیاط
ذاکرا ہے خانقاہِ ذکر کا در احتیاط

کارہائے لغو سے کر اے برادر احتیاط
متقی کے دل کو کرتی ہے منور احتیاط

ہے منافق وہ جو گھر میں کھائے ناپاک و حرام
جائز و مکروہ سے کرتا ہے باہر احتیاط

اہل قبلہ کفر کا جب تک نہ رکھے اعتقاد
اُسکو کافر بولنے میں اے میاں کر احتیاط

متفق جس شے کی حلت پر نہ ہوں اہل قیاس
اُسکے استعمال سے ہمکو ہے بہتر احتیاط

ہے عذابِ گور کا کچھ ڈر اگر اے باتمیز
کیجیو پیشاب کی چھینٹوں سے اکثر احتیاط

جبکہ تو بھرتا ہے نانِ سود و رشوت سے شکم
کیوں کباب خوک سے کرتا ہے اے خر احتیاط

غازیا تیری شجاعت خاک میں مل جائیگی
جنگِ خود رائی سے کی تو نے نہیں گر احتیاط

دوستیِ دشمنِ دانا کو بہتر جان تو
یاریِ ناداں سے کر تو اے خرد ور احتیاط

لہ آدم و حوا نہ جاتے جنتی گندم کے پاس
کاش کے ہوتی گر اُن کے حق میں بہتر احتیاط

جنکی قسمت میں وہاں لکھا گیا رنج و عذاب
ہو نصیب اُسکو یہاں بدیوں سے کیونکر احتیاط

ہوئیگا وہ نیک بھی مانند کنعاں کے تباہ
صحبتِ بد سے نہ ہوگی جس کے اندر احتیاط

گھر کے خشکہ کو سمجھ اے مسلمِ مسکیں پلاؤ
ورنہ کھو ڈالے گی حرصِ لقمۂ تر احتیاط

لہ اللہ کی طرف سے بات مقدر تھی۔ احتیاط سے بھی یہی ہوتا جو ہوا

ردیف ظاء

رکھتا ہے یاں جو سب سے برائے خدا لحاظ
اُس کا خدا کرے گا بروزِ جزا لحاظ

اُس آدمی کو حق نے کیا ہے عطا لحاظ
رکھتا ہے وہ سعید بڑوں کا بڑا لحاظ

اہل تمیز کہتے ہیں اُس آدمی کو خر
جس میں نہ ہو مروت و شرم و حیا لحاظ

درپیش ہو رضائے خدائے بریں جہاں
ہرگز وہاں نہیں ہے کسی کا روا لحاظ

ہے منکرِ رسول جو سنت کے سامنے — بدعت کی رسم و راہ کا کرنے لگا لحاظ
پرہیز معصیت سے اُسی کو نصیب ہو — تقویٰ کا جس کے دل میں ہوا اپنے سدا لحاظ
لعنت ہو کردگار کی اُس اہل علم پر — اظہارِ حق میں خلق سے جس نے کیا لحاظ
مسعود سازگار اُسے جان لیجیے — کرتا ہے جو حدیث کا قرآن کا لحاظ
مومن ہو حق پرست ہو خواہ صوفیِ زماں — احقاقِ حق کا سب پہ ہے لازم ہوا لحاظ
تہذیب دی ہے جس کو خدائے کریم نے — کرتا وہی ہے اپنے بڑوں کا بڑا لحاظ
خوش وقت و بانصیب ہے دنیا میں وہ بشر — درگاہِ لم یزل سے جسے مل گیا لحاظ
ماں کا پدر کا یار کا اغیار کا تمام — ہر نیک و بد کو چاہیے کرنا سدا لحاظ
مفلس ہو یا امیر ہو یا بادشاہِ دہر — واجب مگر ہر اک پہ ہے اسلام کا لحاظ
سمجھو کہ مستحق ہے وہ جناتِ عدن کا — جس نے بقدرِ رتبہ ہر اک کا کیا لحاظ
کرتے ہیں جو لحاظ کسی کا بخوفِ حق — اُن کا بھی روزِ حشر کرے گا خدا لحاظ
ساقی سے کچھ غرض نہ مجھے دخترِ رز سے کام — درکار ہے یہاں تو سراسر حیا لحاظ
کچھ نقد و مال بھی تو دیا کیجیے حضور — بے کار ہے وگرنہ یہ سب آپ کا لحاظ
فسق و فجور مکر و دغا شیطنت سے دور — رکھتا ہے مردِ نیک کو اُس کا کیا لحاظ
اکثر ذوی العقول ہی پابندِ شرم ہیں — بے عقل و بدتمیز تو کیا جانے کیا لحاظ
اصحابِ باوفا کو نہیں دیکھتے ہیں لوگ — کیسی حیا وہ کرتے تھے کس درجہ کا لحاظ
نااہل و ناسپاس کی صحبت کو ترک کر — ذی علم و باعمل کا کیا کر ذرا لحاظ
بیگانہ آشنا ترا ہو جائے خود بخود — ہوں خویش و اقربا بھی فدا وہ بنا لحاظ
اللہ رے اوجِ طالعِ بالاتریِ دین — بت بھی لگے ہیں کرنے برائے خدا لحاظ
حق گوئی کو پسند وہ کرتا ہے نیک رائے — ہے متصف جو خلقِ مکارم سے با لحاظ
ذی علم جس کو شعبۂ ایمان کہہ سکیں — یارب تو بخش وہ مجھے شرم و حیا لحاظ
بے دین جاہلوں کے لیے زہر جانیے — حق بین و حق نما کے ہے حق میں دوا لحاظ
اہلِ بدع جو دشمنِ اہلِ حدیث ہیں — ان کا لحاظ دشمنِ حق کا ہوا لحاظ
جو لوگ اہلِ کبر و ہوا و غرور ہیں — دوری میں اُن کی ڈھونڈھ خداوند کا لحاظ
ہوں والدین اگر ترے گمراہ اے پسر — کرنا ہدایت ان کو بہ تعظیم و با لحاظ

اے یارو میرے عیب کو مجھ پر عیاں کرو
واللہ تم نہ کیجیو اِس میں مرا لحاظ

تسلیمِ حق میں غیر کا مت کر لحاظ یار
ہوئیگا ورنہ کفر کا باعث ترا لحاظ

لڑکا بھی نیک راہ بتادے اگر تجھے
مان اُس کو عمر کا نہ کر اپنی ذرا لحاظ

کرنا اگر ہے منزلِ ملکِ عدم کو طے
سلمان زادِ راہ کا رکھنا دلا لحاظ

تو بھی لحاظ سب سے کرا ے مسلم اب ضرور
رکھتا ہے تیرے ساتھ امیر و گدا لحاظ

کہے گا جو مصیبت میں کہ ہے میرا خدا حافظ
وہیں اُس بندۂ ناچار کا ہوگا خدا حافظ

بظاہر گو کہ ہو بیزار بندہ بت پرستی سے
تصور جبکہ دل میں غیر کا آیا خدا حافظ

نہ روکو راہِ حق سے تم مجھے اے دوستو ہرگز
دعا دو بلکہ خوش ہو کر کہ ہو تیرا خدا حافظ

نہ ڈریے دشمنوں سے کار و بارِ دینداری میں
سمجھ لیجیے کہ ہے ہر حال میں اپنا خدا حافظ

اس آفت خانۂ دنیا میں اپنے خاص بندوں کا
ہے ہر دم ہر گھڑی ہر آن ہر لحظہ خدا حافظ

ابھی تو اس جگہ سے دور اے سالک پہنچنا ہے
میاں تو پہلی ہی منزل میں تھک بیٹھا خدا حافظ

نہ بچتا دولتِ ایماں ہمارا زورِ شیطاں سے
اگر ہوتا نہیں پرہیزگاروں کا خدا حافظ

رہے گی روح اُسکی آفتوں سے گور کے محفوظ
جو برزخ کی طرف کہتا ہوا نکلا خدا حافظ

دیا کر نقش تو بدوح کا غیروں کو اے ملا
ہمارے واسطے تعویذ میں لکھنا خدا حافظ

کلام اللہ کو تحریف کرتے دشمنانِ دیں
اگر ان پاک لفظوں کا نہیں ہوتا خدا حافظ

نہ کر چشمِ حقارت سے نظر عاصی پر اے زاہد
ترا حافظ خدا ہے کیا نہیں اُس کا خدا حافظ

حفاظت کافروں کی جبکہ کرتا ہے خدا ہر دم
تو اپنے مومنوں کا کیوں نہ ہو اولیٰ خدا حافظ

کہا کر درد و رنج و ضیق و بیماری میں اے مسلم
خدا کافی خدا شافی خدا مولا خدا حافظ

ردیف عین

اے اخی تو ہے اگر اللہ برتر کا مطیع
آپ کو کر سنت ساقیِ کوثر کا مطیع

کیوں نہ ہو مشرک جو فرمانِ الٰہی چھوڑ کر
ہو گیا اپنے زن و فرزند و مادر کا مطیع

دوزخی ہے گرچہ کیسا ہی موحد ہو یہاں
جب تلک ہوگا نہیں دینِ پیمبر کا مطیع

مولویِ بے عمل کی پیروی بہتر نہیں
بلکہ خر ہے جو ہوا اُس عالمِ خر کا مطیع

کس طرح تو پاک ہو حرص وہوا سے اے مرید
جبکہ تیرا پیر ہی ہے نقرہ و زر کا مطیع

آئیگی کیونکر اطاعت غیر کی اسکو پسند
ہو گیا جو شخص دل سے حکمِ داور کا مطیع

قسمتی ٹکڑوں پر اپنے کر قناعت اے فقیر
مثلِ سگ تو کیوں بنا پھرتا ہے در در کا مطیع

پیش آئے دل کباب و نان سے یاروں کے ساتھ
آجکل کا آشنا ہے لقمۂ تر کا مطیع

بے گماں ہے وہ سیہ دل پنجتن سے بھی لغی
جو نہیں فاروق اور صدیقِ اکبر کا مطیع

چھوڑ کر نفسانیت کی سرکشی اے دیندار
ہو خدا کے واسطے خویش و برادر کا مطیع

کس طرح سیدھا ہو وہ مغرور وعظ و پند سے
جو عدوِ دین ہے شمشیر و خنجر کا مطیع

حور و غلماں سے اگر خدمت کرانا ہے دلا
ہو بدل حکمِ شفیعِ روزِ محشر کا مطیع

گو کہ اکثر لوگ ہیں غیروں کی چوکھٹ کے غلام
بندۂ مسلم ہے یا رب تیرے ہی در کا مطیع

فرض ہے ہم پر محمد مصطفےٰ کی اتباع
سیدِ کونین ختم الانبیا کی اتباع

جس نے کی دل سے اواخیر الورا کی اتباع
بیشک اس نے کی جنابِ کبریا کی اتباع

ہے ہمارے واسطے شمعِ صراط و نورِ گور
حضرتِ شمس الضحےٰ بدر الدجا کی اتباع

بدعتی خفاش خو ہے اس سے کیونکر ہو سکے
آفتابِ سنتِ نور الہدا کی اتباع

پیش فرمانِ خدا و نزد ارشادِ رسول
ہو نہیں سکتی کسی شاہ و گدا کی اتباع

اہل سنت پر مناسب ہے بہ ارشادِ رسول
بوبکر فاروق و عثمان مرتضےٰ کی اتباع

تعزیہ دارو نہ پاؤگے کبھی اپنی مراد
بے بجا لائے شہیدِ کربلا کی اتباع

بدعتی لوگوں میں وہ مشہور وہابی ہوا
جو بجا لایا حدیثِ مجتبا کی اتباع

ہے غضب سے قاضیِ محشر کے بچنا اے میاں
کر ہمیشہ شافعِ روزِ جزا کی اتباع

منزلِ مقصود پر وہ کس طرح پہونچے گا آہ
ترک جو کرتا نہیں نفس و ہوا کی اتباع

اے غوی کیوں نصِ واضح پر تو لاتا ہے قیاس
چھوڑ ابلیسِ قدیم الاشقیا کی اتباع

جس کا ہم چکھتے ہیں ہر شام و سحر آب و طعام
فرض ہو کیونکر نہ ہم پر اس خدا کی اتباع

حاجتیں سب کی جو بر لاتا ہے اپنے فضل سے
دل سے اے مسلم کر اس حاجت روا کی اتباع

جھکا سر بندگی میں شوق سے اے بندۂ خاشع
کہ تا ہو حال پر تیرے کرم اللہ کا راجع

نماز اسواسطے حق نے کیا ہے فرض بندوں پر
کہ ساری بندگی ظاہر کی اور باطن کی ہے جامع

جو گندے لوگ ہیں آگے بتوں کے سر جھکاتے ہیں
جو بندے پاک ہیں پیشِ خدا ہیں ساجد و راکع

کیوں اہلِ گور کے آگے رگڑتا ہے سر اے مشرک
قیامت تک تری فریاد کا مردہ نہیں سامع

شفاعت صالحوں کی اذنِ حق پر جبکہ ہے موقوف
تو بس ٹھہرا وہی سب کا جنابِ کبریا شافع

مصیبت میں نہ رکھ امداد کی امید غیروں سے
بجز اللہ کے ہے کون تیرے درد کا دافع

اسی کو نیک کاری کی طرف دنیا میں ہو خواہش
ہوئی جس مرد کی روزِ ازل ہیں روح خوش طالع

غنی پر حرص تو ناچار ہے مسکین سے افزوں
مگر ہاں دارِ دنیا میں غنی ہے بندۂ قانع

نظر کرنا اسی کو ہے روا رخسارِ خوباں پر
جو عاشق مست دیوانہ ہو دل سے جانبِ صانع

نہ سنیے نیک کاموں میں کسی خویش و برادر کی
نہیں وہ آشنا اپنا ہوا جو خیر کا مانع

ہوا جس نیک طالع کا رضائے ایزدی مطلوب
نہیں وہ جنت و غلمان و حورِ عین کا طامع

اگر ہے آپ کو اے یار کرنا تابعِ سنت
تو اول ہو حدیثِ سیدِ ابرار کا تابع

تو کیوں آلائش عصیاں سے ہے دل تنگ اے مسلم
نہیں کیا قاضی محشر کا دریائے کرم واسع

ردیف غین

اے صبا بادِ خزاں نے خشک کر ڈالا دماغ
جلد کر بادِ بہاری سے تر و تازہ دماغ

عنبرِ توحید سے ہے جیب سے پُر اپنا دماغ
شرک کی بدبو کو اک دم سہ نہیں سکتا دماغ

نورِ ایمانی لگا جب بندۂ خاکی کے ہاتھ
کیوں نہ پہونچے آسمانِ ناز پر اُس کا دماغ

آتشِ نخوت سے سر کو سرد کر اے بوالہوس
ورنہ دوزخ میں بشکلِ دیگ کھولیگا دماغ

جب ہوا خونِ خودی سے گرم سر فرعون کا
کردیا اکدم میں آبِ نیل نے ٹھنڈا دماغ

جب ہوائے سرکشی نمرود کے سر میں گھسی
ایک ہی مچھر نے اس کا کھا لیا سارا دماغ

کردیا اللہ نے ابلیس کو خوار و ذلیل
رتبۂ عالی پر اپنا جس گھڑی لایا دماغ

بندۂ خاکی کو خوئے خاکساری چاہیے
کبریا ہی کو روا ہے کبریائی کا دماغ

اُسکو جنت کی کبھی خوشبو نہ ہوئیگی نصیب
جس کا بدبو سے تکبر کے بھرا ہوگا دماغ

ہے سُنا جب سے کہ رب اپنا بڑا غفار ہے
فخر سے ہم عاصیوں کا عرش پر پہنچا دماغ

مرتبہ کچھ دین یا دنیا کا حاصل ہو اگر
اے میاں راہِ تواضع سے نہ بہکانا دماغ

روغن پندارے میاں سامع نہیں ہوگا مفید
جب کہ ہے درد تعصب نے ترا پکڑا دماغ

بس کر اے مسلم نہ ہونگے تجھ سے وے سیدھے کبھی
عالم تقدیر میں جنکا ہوا ٹیڑھا دماغ

جس نے یہاں اطاعت حق میں کیا دریغ
کھینچے گا وہ ضرور بروز جزا دریغ

دعویٰ اگر ہے حبّ الٰہی کا اے اخی
مت پیروی سنّت نبوی میں لا دریغ

ہم کس طرح سے پاتے خدائے جہاں کی راہ
کرتے جو رہبری میں نبیؐ الورا دریغ

دنیا سے جس نے توشۂ تقویٰ نہیں لیا
وہ راہ آخرت میں اٹھاوے بڑا دریغ

دنیا کا رنج دے کے تو عقبیٰ کا گنج لے
اے بے خبر نہیں تو کرے گا بڑا دریغ

اس چار دن کے عیش کو فانی سمجھ میاں
مرکر یہاں سے جبکہ اٹھانا پڑا دریغ

افسوس بعد مرگ کے ہوگا نہیں مفید
آئیگا کام حشر میں دنیا ہی کا دریغ

محشر میں مالدار سے لیں گے کڑا حساب
ہرگز تونگری کا نہ کر اے گدا دریغ

نیکی عوض بدی کے ملے گی اسے ضرور
تقصیر پر کرے جو یہ آہ و بکا دریغ

افسوس و غم خسارت دینی میں چاہیے
نقصان دنیوی میں نہیں ہے روا دریغ

لے کر کے گنج و مال جواد و کریم سے
جود و کرم سے رکھ نہ تو اے پُرسخا دریغ

اے دین دار راہ میں پروردگار کے
کھو جان و مال و آبرو ابنی بلا دریغ

پیروں کی تربیت سے نہ نکلی ابھی تمیز
مسلم کو اس نصیب پر اپنے رہا دریغ

اے دل کبھی نہ بولیو بہر خدا دروغ
دے گی وگرنہ جاہ کو تیرے گرا دروغ

اول تو اہل کذب کی ہوگی زباں پلید
بعد اس کے شمع دل کو بھی دیگا بجھا دروغ

جھوٹوں میں اُس لعین کو سمجھ سب سے بدترین
کہتا ہے بے ادب جو بنام خدا دروغ

کرنا شریک پیر و ولی کو خدا کے ساتھ
اس کے برابر اور نہیں ہے بڑا دروغ

کیونکر ہو اے منافق بدخو تری نجات
کرتا ہے جھوٹ سچ کو تو سچ کو سدا دروغ

اے مخلصو نہ تم بھی منافق پلید سے
لو سیکھ عہد شکنی خیانت ریا دروغ

سچے کو راہ کذب سے کیونکر ہو گریز
ہے خاص کر طریقۂ اہل دغا دروغ

سچ پر بھی ایسے شخص کے کیونکر ہو اعتقاد
ہے جس کے ہر کلام کے اندر بھرا دروغ

جس نے رفیق سچ کو نہ اپنا بنا لیا
ہوئے گی اُس غوی سے بمشکل جدا دروغ

سچے سخن وہ کیسے زباں سے ادا کرے
جس کو ازل کے روز نصیبہ ملا دروغ

رکھتا اگر ہے کلمۂ تسبیح کا اثر
گا ہے نہ لا زباں پہ اپنی دلا دروغ

سچ بولیے سدا اوسے حکمِ حدیث سے
ہے بعض مصلحت کی جگہ میں روا دروغ

اپنی نگاہِ لطف سے یا رب معاف کر
مسلمؔ سے جو ہوئی ہے زراہِ خطا دروغ

ردیف فاء

جب سے رغبت ہے مجھے تکمیلِ ایماں کی طرف
نفس بھی مائل نہیں تعمیلِ عصیاں کی طرف

کیوں ہنسی ٹھٹھے میں ایدل موت کو بھولا ہے تو
کیا تجھے جانا نہیں شہرِ خموشاں کی طرف

عالمِ ارواح سے جو قافلہ آیا یہاں
کوچ آخر کو کیا گورِ غریباں کی طرف

کیس طرح بھرتا قیامت میں جہنم کا شکم
ہر کوئی رکھتا اگر ایمان قرآں کی طرف

گریۂ عاصی کو بھی کچھ کم نہ جان اے متقی
ہے نگاہِ لطف رب کی چشمِ گریاں کی طرف

گور میں مؤمن سے خوش ہو جائیں گے منکر نکیر
جس گھڑی دیکھیں گے اُسکے روئے تاباں کی طرف

حاسدِ شیطاں کے دل پر سخت گذریگا قلق
ابن آدم جب چلے گا باغِ رضواں کی طرف

جامِ حبِ ایزدی کا جس نے پایا ہے مزہ
ملتفت ہوتا ہے وہ کب حور و غلماں کی طرف

رہ زنِ شیطاں سے یا رب دیجیو اسدم پناہ
موت جب کھینچے مجھے اپنے بیاباں کی طرف

جبکہ اپنا نفس کرواتا ہے ہم سے فعلِ بد
ہے عبث الزام بہکانے کا شیطاں کی طرف

سب سے بدتر ہے جو آکر گلشنِ اسلام میں
چل کھڑا ہوتا ہے خارستانِ طغیاں کی طرف

سرکش و گمراہ سارے ہونگے سیدھے اسگھڑی
ہوگا جب کالا نشاں ظاہر خراساں کی طرف

ہے اگر منظور اسے مسلمؔ تجھے اپنی نجات
سر جھکا رکھ بارگاہِ لطفِ رحماں کی طرف

خلق میں رکھتے ہیں جیسے احمدِ مختار شرف
ویسے ہی رکھتی ہے انکی گوہرِ گفتار شرف

امتِ نبویؐ میں رکھتے ہیں بیمنِ احمدیؐ
بوبکرؓ فاروقؓ و عثمانؓ حیدرِ کرار شرف

آدمی زادوں میں جو نکلا بڑا پرہیزگار
ہے اسی کو روبروئے حضرتِ جبار شرف

دور کر دل سے ریا و کبر کو اے نیک کار
ورنہ لیجائیں گے تجھسے عاصیانِ زار شرف

ہے ہزاروں بدعتی حاجی نمازی پر کہیں
ایک سُنّی کو ہیمن سیّد ابرار شرف

ہم تو گھر میں رہ گئے بیٹھے ہوئے افسوس آہ
لیگئے بھائی ہمارے قاتل کفار شرف

انہدامِ باطل و اجرائے حق میں ہر زماں
لیگئی ہے وعظ پر بھی ہیبتِ تلوار شرف

تا بوقتیکہ بخوبی غسل صحت ہو حصول
ہے عوض درد و مصیبت کے پئے بیمار شرف

مردِ صالح کو بزرگی ہے خدا کی یاد سے
بندۂ عاصی کو حاصل ہے باستغفار شرف

مال سے بھی ہے سخی کو شرف لیکن اے عزیز
مردِ ممسک کو نہیں با درہم و دینار شرف

جب تلک باطن نہ ہوگا صاف اے مردِ فقیر
کس طرح بخشیں گے تجھ کو جبہ و دستار شرف

یاد کر اے بندۂ ذاکر خدا کو دم بدم
تا میسر ہو تجھے ہر دم کے بدلے یار شرف

بندگی رب کی کیا کر دل سے اے مسلم یہاں
ہے تجھے حاصل اگر کرنا وہاں بسیار شرف

ہے دل میں منافق کے انکار صاف
گو ظاہر میں ہے اس کا اقرار صاف

اُسی کو سمجھ اے میاں دیندار
جو رکھتا ہے دل صاف گفتار صاف

عمل پر نہیں جس کے قرآں گواہ
سمجھ ایسے عامل کو بدکار صاف

جو سمجھانے والے نہ آتے یہاں
نکل جاتے حجت سے کفار صاف

دلا کبر و بغض و حسد سے ہو پاک
پہن جبہ و تاج و دستار صاف

نہ دوڑاؤ یارو وہاں تم قیاس
جہاں ہوئیں آیات و اخبار صاف

نہ ہونا میاں اُس کا ہرگز مرید
جو مرشد نظر آئے مکار صاف

جو عالم ہے اظہارِ حق میں خموش
وہ شیطان گونگا ہے اے یار صاف

سُنا وعظ لوگوں کو اے مولوی
تری گوشہ گیری ہے بیکار صاف

چڑھے چیز جو غیر کے نام پر
نہ کھا تو سمجھ اُس کو مردار صاف

جو مشتاق ہیں جلوۂ حق کے آج
وہ دیکھیں گے کل اسکا دیدار صاف

نہ کہہ آپ کو سُنّی اے بدعتی
تو ہے منکرِ شاہ ابرار صاف

نہ پہونچے گا منزل پر اپنی کبھی
نہیں دین میں جسکی رفتار صاف

ریا عہد شکنی خیانت دروغ
نفاقِ دلی کے ہیں آثار صاف

تو مسلم پئے قتل باغیِ دین
شب و روز رکھو اپنی تلوار صاف

ردیف قاف

اے یار اُسی خدا کو سمجھ تو بڑا رفیق
ہوتا ہے بیکسی میں جو آکر ترا رفیق

منزل میں گور و حشر کے خطرہ نہیں اُسے
جس کا بوقت کوچ کے تقویٰ ہوا رفیق

رو کے رفیق بن کے جو نیکی کی راہ سے
رہ دور اُس سے کیونکہ وہ نکلا بُرا رفیق

نفع و ضرر میں اُس کو نہ آئے گا امتیاز
عقل و خرد کو جس نے نہ ٹھہرا لیا رفیق

جانا اگر ہے منزلِ مقصود میں میاں
اس نفسِ راہزن کو نہ ہرگز بنا رفیق

چلتا ہوں جب سے سنتِ نبویؐ کی راہ پر
جھنجھلا کے مجھ سے ہو گئے اکثر جدا رفیق

ہے بخت ور اگر تو بفضلِ خدا دلا
بھائی کی بیکسی میں ہو بہرِ خدا رفیق

ایسے رفیق خر کی رفاقت نہیں پسند
جو پیچھے دشمنی کرے آگے بنا رفیق

اے پیر تو بھی چل کہ جوانی چلی گئی
کیا لطف اس کے جینے میں جسکا گیا رفیق

کر ترک اے فقیر رفاقت امیر کی
زیبا ہے یہ کہ ہووے گدا کا گدا رفیق

کنعان کیوں نہ ساتھ بدوں کے غریق ہو
اُس بے شعور خر کے تھے جب اشقیا رفیق

بندوں کے قول و فعل کے ہونگے وہاں گواہ
گو ہیں یہاں زبان و لب و دست و پا رفیق

امید رب سے ہے کہ ہو تقویٰ اُسے نصیب
جس مردِ خوش نصیب کے ہوں اتقیا رفیق

محشر میں جس گھڑی ہو گذر پل پر اے کریم
ہم سنیوں کے ہوئیں شفیع الوریٰؐ رفیق

مسلم جدا ہو سب سے خدا ہی سے لو لگا
کوئی نہیں ہے رنج میں اُس کے سوا شفیق

یا الٰہی ہے تو ہی جبار اور غفار حق
ہے خطا گیری و بخشش کی تیری سرکار حق

ہے حدیثوں میں حدیثِ احمدِؐ مختار حق
اور سب راہوں میں راہِ سیدِ ابرار حق

ہے جو کچھ دنیا میں سب باطل محض ہے یا کریم
ہے تو ہی حق نام تیرا حق تری گفتار حق

جو کوئی کرتا ہے احکامِ شریعت کو ادا
ہے اُسی کے کلمۂ ایمان کا اقرار حق

جو خدا کی بندگی سے کر رہا ہے سرکشی
سر پر اُس مردود کے ہے مارنا تلوار حق

روزہ و حج و زکوٰۃ اور پنجگانہ کی نماز
ہیں خدا کے خاص یہ بندوں پر اپنے چار حق

کیجیے امر و نواہی کو بدل اُس کے قبول
جسکے ہیں انعام فردوس و عذابِ نار حق

حکم حق کے سامنے مت مان حکم والدین
اِنکے ایسے حکم سے ہے اے پسر انکار حق

پیروانِ حق وہاں لیتے ہیں قولِ غیر کو
ہے جہاں قولِ امام و مرشد و سردارِ حق

اے دلِ ناداں مے دنیا میں کیوں مدہوش ہے
جان کر باغِ جناں کے بادۂ انہارِ حق

مال پا کر باغِ جنت کا وہی ہے مستحق
مستحقوں کو ادا کرتا ہے جو زردارِ حق

سرکشو اب بھی نہ سیدھے ہو تو اپنا کھا دہر
کر دیا ہمیر نمایاں ہیں نے سو سو بارِ حق

کر دے اپنی آرزوئیں رب کو اے مسلم سپرد
کیونکہ ہے ہر سود اور نقصان کا مختارِ حق

دلا حق میں ترے ہے خوب ہونا ذاکرِ خلاق
اگر تو جلوۂ انوارِ ربانی کا ہے مشتاق

غمِ روزی میں اپنی جان کھونا ہے لاحاصل
ہمارے رزق کا ہے جبکہ ضامن حضرتِ رزاق

دلِ مومن میں زہرِ معصیت کیونکر کرے تاثیر
کہ بخشا ہے اُسے اللہ نے توحید کا تریاق

کیا جب عرضِ ایماں نے کہیں کمزور ہوں یا رب
تو اُسکے زور دینے کے لیے پیدا ہوا اخلاق

جزا کے روز وہ انسان کیا دیگا جواب افسوس
جو بھولا آن کر دنیا میں قولِ عالمِ میثاق

نہیں وہ مولوی جبتک نہ قرآن و خبر سمجھے
اگرچہ اور علموں میں بڑا ہو شہرۂ آفاق

پسند آتی ہے وہ نیکی زیادہ رب کو اے عابد
کہ جس میں نفس پر تیرے گذرتا ہے زیادہ شاق

کلیدِ مخزنِ انوارِ قلبی اس کے ہاتھ آئے
ادا کرتا ہے جو شب کو تہجد صبح کو اشراق

چلا راہِ عمل میں جو بلا تیغِ تواضع کے
تو اُس کا مالِ و تقویٰ لوٹ لیگا کبر کا قزاق

ریا و کذب و دشنام و خیانت عہد شکنی سے
حذر مومن کو ہے لازم کہ یہ ہیں کارہائے نفاق

عزیزو خیریت اُسوقت ہے گوشہ نشینی میں
کہ ہر سو ہو رہا ہے گرم دورِ مجلسِ فساق

کریں گے سر جھکاتے وقت چت ہو کر منافق سب
بلائے جائیں گے جس روز سجدے کو بسوئے ساق

نہیں لگتا ہے دل اپنا کہیں دنیا میں اے مسلم
ہوئے مسکن گزینِ خلد جب سے مولوی اسحاق

ردیف کاف

مسلما تو بھلا سمجھا ہے تمنے کیا بلا ہے شرک
بنی آدم کی سب بدیوں سے بدتر اور بُرا ہے شرک

خلاصی نار سے ہرگز نہوئیگی نصیب اُس کو
خدا کی خاص صفتوں میں یہاں جسنے کیا ہے شرک

پڑی زن پر طلاق اسکے نہ کھا اُسکا ذبیحہ تو
نہ جا اسکے جنازے پر جو یا جی کر رہا ہے شرک

خدا ہی کی صفت ہے حاجتیں بندوں کی بر لانا
سوا اُسکے سمجھنا غیر کو حاجت روا ہے شرک

بلائیں مشکل آسانی خدا ہی سے طلب کیجیے
کسی کے ڈھیر چلے سے مدد کا مانگنا ہے شرک

نبی ہو یا ولی ہو یا پری ہو یا فرشتہ ہو
کسی کو واقفِ اسرارِ غیبی جاننا ہے شرک

خدا بخش اور عبداللہ رکھنا نام لڑکوں کا
شریعت میں نبی بخش اور غلام مرتضیٰ ہے شرک

جہاں موجود ہو حکمِ الٰہی چھوڑ کر اُس کو
جو حکمِ غیر پر چلتا ہے صاف اسمیں گھسا ہے شرک

کسی تاریخ یا دن میں کسی ساعت کسی سن میں
کسی گھر یا کسی زن میں نحوست سوچنا ہے شرک

کہا گر بیٹھتے اُٹھتے ٹہلتے وقت یا اللہ
ندائے یا علی یا پیر یا مشکلکشا ہے شرک

اگر ہو پھنسیاں چیچک کی ظاہر کر دوا اُسکی
نہ کرنا کافروں کی رسم کو بہرِ خدا ہے شرک

بجز یک سنگِ اسود اور بیت اللہ اشرف کے
کسی کی تربت و گھر کا طواف اور چومنا ہے شرک

خدا ہی عزت و ذلت کا مالک ہے سوا اُسکے
کسی کی ذات سے نفع و ضرر کا بوجھنا ہے شرک

مقامِ عکسِ حُبِّ ایزدی آئینۂ دل ہے
رُخِ اغیار کا اس میں تصور باندھنا ہے شرک

کسی شرکِ خفی کے بھی نہ جا نزدیک اے مسلم
کہ تیرے زہرۂ ایماں کے حق میں سنکھیا ہے شرک

اے میاں تجھ میں نہ آئی پارسائی آج تک
عمر اپنی فسق میں تو نے گنوائی آج تک

روز و شب ہوتا رہا فرمانِ باطل پر نثار
حکمِ حق پر کی نہ تو نے جان فدائی آج تک

بھائیو کہلا کے لوگوں میں پرانے دیندار
کھا رہے ہو کس لیے ڈیوڑھا سوائی آج تک

کس طرح ہوگا روا تیرا توکل اے فقیر
جب نہ در در کی گئی تجھ سے گدائی آج تک

مشرکو بتلاؤ تو جو آپ ہی محتاج ہے
کی ہے اُس نے غیر کی حاجت روائی آج تک

ہو گیا ہوں نیک لوگوں سے جدا جس روز سے
کر رہی ہے ہوش گم اُن کی جدائی آج تک

واسطے اجرائے دینِ مصطفائیؐ کے مجھے
منکروں کے ساتھ رہتی ہے لڑائی آج تک

جب سے چلنا راہِ سُنّت کا مجھے آیا پسند
پھر کبھی رفتارِ بدعت کی نہ بھائی آج تک

باغِ دیں بدعت سے ہے حالِ خزاں میں اے صبا
کچھ خبر تو نو بہاری کی نہ لائی آج تک

پیشوا اگلے نہ چمکاتے اگر اسلام کو
دین میں رہتی نہیں رونق فزائی آج تک

دیکھ تیرا سو برس سے گو بگوا ہے پُر خرد
پھر رہی ہے دینِ نبویؐ کی دہائی آج تک

جسکو خوش آتا نہیں احکامِ قرآن و حدیث
اُس میں بو ایمان کی ہرگز نہ آئی آج تک

رونقِ دیں کی تمنا میں ہوئیں آنکھیں سفید
آرزوِ مسلم کے دل کی بر نہ آئی آج تک

مسلکِ سُنّت پر اے سالک چلا جا بیدھڑک
جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

کو شکِ جنت پر اُسکو کھینچ لے گا ذوالجلال
جو پکڑ کر عروۃ الوثقٰی کو جاوے گا لٹک

گلشنِ سُنّت کی بو جس کو نہیں آتی پسند
کیسے وہ پائیگا بدخو باغِ جنت کی مہک

ہیں تو ہوں سرسبز جنت کی ہوا سے صبح و شام
اے ہوا بدعت کی جا کر غیر کے آگے بھٹک

چھوڑ کر اُس مالکِ حاجت روا کی بارگاہ
سر کو اے مشرک نہ جا کر گور کے آگے پٹک

رہنمائی کس طرح اُس پیر کی ہو گی درست
گھونٹتا ہے رات دن جو بیچیا بھنگ و مدک

کس طرح دعویٰ مسلمانی کا ہو اُسکا صحیح
سر نہیں جسکا جھکا پیشِ الٰہی مرگ تک

فاسقوں کے ظلم پر ٹک صبر کر اے دیندار
فوجِ غیبی سے خدا فرمائے گا تیری کمک

مُنہ دکھانا ہے پیمبرؐ کو اگر اے بے ادب
سامنے ان کی خبر کے قول غیروں کا نہ بک

صاحبِ سُنّت نہیں وہ بلکہ ہے اہلِ دروغ
سخت تر سنت سے جو جاتا ہے کونے میں دبک

شاہراہِ مصطفائی سے قدم جس کا ڈگا
غارِ گمراہی میں وہ جا کر گرا بے ریب و شک

رکھ دلا ہر وقت قول و فعل پر اپنے نگاہ
دمبدم لکھتے ہیں تیرے خیر و شر کو دو ملک

یا الٰہی بخش کر مسلم کی تقصیر و گناہ
راہِ سنت پر چلا جیتا رہے یاں جب تلک

ردیف لام

خدا کی پیروی میں سر جھکا صبح و مسا اے دل
اور اُس کی معصیت سے جان کو اپنی بچا اے دل

غبارِ کینہ و کبر و ریا و ڈاہ سے رکھنا
رُخِ آئینۂ شفاف کو اپنے صفا اے دل

محبت میں اگر اللہ کی تو مارتا ہے دم
تو کرنا پیروی سنت خیر الورٰیؐ اے دل

بچا وہ پل صراط و گور و محشر کے عذابوں سے
جو کوئی راہ میں اللہ کی مارا گیا اے دل

اگر کچھ خیر و شر میں امتیاز آیا نہیں تجکو
تو حیوان اور تجھ میں اب بتا ہے فرق کیا اے دل

رہا تو کیسے کیسے اولیا اللہ کے شامل
پر اُنکے فیض کے پرتو سے بے بہرہ رہا اے دل

اب اپنے توشۂ منزل کو رکھ تیار ہر ساعت
کہ پیغامِ اجل کچھ روز سے آنے لگا اے دل

عوض چاہے گا اپنی نعمتوں کا جب خدا تجھ سے
تو اُسدم کیا جواب اس بات کا بتلائیگا اے دل

مصائب میں نہ رکھ تائید کی امید غیروں سے
بجز اللہ کے کوئی نہیں مشکل کشا اے دل

تو نازاں نیکیوں پر نیک کرداروں کو ہونے دے
تو عاصی ہے کر اپنے جرم پر آہ و بکا اے دل

وہاں سے عنبرِ عصمت کو مہکاتا ہوا آیا
یہاں سے لیچلا عصیاں تعفن کا بھرا اے دل
خریداروں کو جب دیکھے گا تو بازارِ محشر میں
تہی دستی سے مل مل ہاتھ کو پچھتائیگا اے دل

بہت کی کاہلی تو نے مگر اب بھی تو مسلم کو
خدا کی پیروی میں چست و چالاکی دکھا ایدل

دلا جس کا عقیدہ ہے شریعت سے اگر باطل
تو جان اُسکی صلوٰۃ و صوم کو بھی سر بسر باطل
عبث ہے نیتِ بد سے جزائے نیک کی امید
نہ لاوے ثمرۂ حق جس کا ہے تخمِ شجر باطل
خدا کی قدرتوں میں غور کر اے بندۂ عاقل
نہیں یہ گردشِ نجم و فلک شمس و قمر باطل
اگر تو بندۂ حق ہے نہ کر حق سے گریز ایدل
طریقہ گو کہ رکھتے ہوں ترے پیر و پدر باطل
نہایت مسلکِ بدعت سے ہمکو چاہیے پرہیز
کہ ہے سب باطلوں سے وہ طریقِ پرخطر باطل
اگر اے مولوی تو ہے طریقِ حق سے روگرداں
تو ہے انصاف کی رو سے ترا علم و ہنر باطل
اگر ہوتا نہیں معیار قرآں اور سُنت کا
نہو سکتا کسی ڈھب سے کبھی حق سے بدر باطل
عمرؓ کو حق تعالیٰ نے کہا اس واسطے فاروقؓ
کہ بھاگا سایۂ شکلِ عمرؓ کو دیکھ کر باطل
رسولُ اللہ کے پیچھے رہے کرتے جدا حق سے
ہمیشہ حیدرؓ و عثمانؓ و صدیقؓ و عمرؓ باطل
جو مرشد مسلکِ حق سے گریزاں ہو تو غیروں کو
دکھاوے منزلِ حق کسطرح وہ راہبر باطل
جھکاوے سر کو وہ مردود کس امید کس ڈر سے
ہے آگے جس کے باغِ جنت و نارِ سقر باطل
پڑھا جس وقت آسیبِ اجل اے عاملو سر پر
بھلا کیونکر نہو تعویذ و منتر کا اثر باطل

بنا لیتی ہے بدعت صاف کافر جسکو اے مسلم
نظر آتی ہے اُسکو سنتِ خیر البشر باطل

سوچ غافل کیا ہوئے وہ حاکمِ اہلِ دول
پاس تھے جنکے ہزاروں اونٹ ہاتھی اصطبل
دوڑتی تھیں پیش و پس جنکی ہزاروں پلٹنیں
ہفت کشور کی زمیں پر رکھتے تھے ور زعمل
زیر فرماں تھے ہزاروں جنکے لونڈی اور غلام
سیکڑوں رشکِ قمر رہتے تھے دلبر ہم بغل
عطر اور پھولوں سے رکھتے تھے معطر جو دماغ
بسترِ گُل کے سوا جن کو نہیں آتی تھی کل
خوان پر جنکے چنے جاتے طعام اقسام کے
گلبدن جو تن میں رکھتے تھے لباسِ بے بدل
جسمِ نازک پر نہ تھا جنکے مگس کا بھی گذر
ہر گھڑی سر پہ جھلی جاتی تھی اُنکے مورچھل
جب اجل نے آکے نقارہ بجایا کوچ کا
ساتھ اُن کے کچھ نہ دنیا سے گیا الا عمل

بے بس و تنہا پڑے ناچار جا کر گور میں
چھوڑ کر موتی محل ہیرا محل شیشہ محل

گوشت اُنکا کھا لیا کیڑوں مکوڑوں نے تمام
ہڈیاں جتنی بدن کی تھیں گئیں مٹی میں گل

ہے اجل سر پر لیے تلوار ننگی ہر گھڑی
ایکدن تجھ پر بھی اُسکا ہاتھ بس جاویگا چل

ناگہاں اس ہستیِ فانی سے کرکے انتقال
جائیگا تو بھی وہیں پیش جناب لم یزل

جب قیامت میں خدا پوچھے گا اے بندو مرے
باغِ دنیا سے مجھے دکھلاؤ کیا لائے ہو پھل

بن نہ آئے گا کسی سے بھی جواب اس بات کا
ہر کسی کا ہوش مارے خوف کے جاوے اوجھل

ہر طرف میدانِ محشر میں اُٹھے شور و فغاں
حکم ہوا ے غافلو دنیا تھا رونے کا محل

تم وہاں رونے کے بدلے کھیلتے ہنستے رہے
خوابِ غفلت میں رہے یاں تک کہ آپہونچی اجل

خواہشِ نفس و ہوا کی پیروی میں تیز تھے
اور کرتے تھے ہماری بندگی میں آج کل

تیز تر تلوار سے اور بال سے باریک پل
پیٹھ پر دوزخ کے رکھیں گے بحکم عز و جل

سب کو اُس سے پار ہونے کا ہوا ارشادِ الٰہ
لیک بعضے جائینگے مانند بجلی کے نکل

کوئی مثلِ باد کوئی تیز گھوڑے کی مثال
کوئی مثلِ مور گذرے کوئی جوں گام جمل

اور جو یاں بھاگتے ہیں سُنکر آوازِ اذان
دوڑ جاتے ہیں جہاں بجتا ہے مردنگ و طبل

قصۂ فرہاد و شیریں پر گریں مثلِ مگس
جس جگہ ہو وعظ قرآں کا وہاں سے جائیں ٹل

عیب جو اور طعنہ زن ہیں دین کے احکام پہ
عالموں اور ناصحوں سے ہر گھڑی رکھتے ہیں جھل

حکمِ شرعی اپنے مطلب کا سنیں تو خیر ہے
برخلاف اُنکے نکل آیا تو جاتے ہیں مچل

جس گھڑی اس پل پہ ایسے لوگ رکھیں گے قدم
کٹ کے اسپر سے گرینگے جائیگی دوزخ نگل

ہے گذرنا مثلِ برق اس پُل سے اے مسلم اگر
یاد سے رب کی یہاں غافل نہ رہنا ایک پل

ردیف میم

دلا یارِ تو اجمع سے کیا اپنا دوش خم ہر دم
کیا کر نفس ناہموار پر جور و ستم ہر دم

دعا ذو النون کی اُسکے لیے کافی و شافی ہے
رہا کرتا ہے جس کو صدمۂ درد و الم ہر دم

نہ کر اے بندۂ ناداں خدا کی یاد میں سستی
کہ قائم تندرستی ایکساں رہتی ہے کم ہر دم

ثواب اس بندۂ مقبول کو ملتا ہے غازی کا
بلا کے سامنے رہتا ہے جو ثابت قدم ہر دم

غمِ دنیا سے تیرہ سے سیاہی دل پہ آتی ہے
منور دل کو ہے کرنا تو رکھ عقبیٰ کا غم ہر دم

اگر ہے آدمی زادہ تو خو سیکھ آدمیت کی
نہ کھو اطوار حیوانی میں انسانی جنم ہر دم

غرض کیا اُس غوی کو دولت صبر و قناعت سے
جو ہے مشتاق دینار و طلبگار و درم ہر دم

بھرا جاویگا انگاروں سے دوزخ میں شکم اسکا
طعامِ سود و رشوت سے جو بھرتا ہے شکم ہر دم

تصوّر جم گیا آنکھوں میں بیت اللہ کا ایسا
کہ ہے میری نظر کے سامنے صحنِ حرم ہر دم

دلا جھک اُسکے آگے تو کہ سجدہ جسکو کرتے ہیں
زمین و آسماں شمس و قمر لوح و قلم ہر دم

کراماً کاتبین حرفِ خطا کو اُسکے دھوتے ہیں
بخوفِ حق ہیں جسکے دیدۂ پر اشک نم ہر دم

میاں اس ہستی فانی میں کرنا ہے سو کر جلدی
کھڑا سر پر ہے قزاق اجل لے کر علم ہر دم

گناہوں میں ہلاک ہوتے ضرور ہم لوگ اے مسلم
نہیں ہوتا اگر اللہ کا ہم پر کرم ہر دم

شکر کر اے دل کہ ہو کر صورتِ انسان ہم
لائے فرمانِ خدائے پاک پر ایمان ہم

آج گر دنیا میں ہوتے رب کے نافرمان ہم
روزِ محشر میں ٹھہرتے بدتر از حیوان ہم

ہوئیں گے مر کر جماعت میں منافق کی کھڑے
جوڑ کر جب توڑ دیں گے رشتۂ پیمان ہم

لے چل اے معبود ہمکو غازیوں کی فوج میں
تا کریں تیری رضا میں جان کو قربان ہم

دولتِ دنیا ہمیں یا رب نہیں درکار ہے
چاہتے ہیں مال و تقویٰ کا سر و سامان ہم

جب سے بخشی ہے خدا نے حق و باطل کی تمیز
ہو گئے مشہور لوگوں میں محض نادان ہم

طالبِ دیدار اپنا کر لے ہم کو یا کریم
حور اور غلمان کا رکھتے نہیں ارمان ہم

پائیں گے اللہ سے ذکر و اطاعت کے عوض
روضۂ رضواں میں جا کر حور اور غلمان ہم

ایکدن خاکی بدن یہ خاک میں مل جائے گا
چار دن ہیں نام کو درویش یا سلطان ہم

روزِ محشر میں نہ پوچھیں گے ہمارا خاندان
گو کہ ہیں نازاں یہاں کہلا کے شیخ و خان ہم

جبکہ ضامن ہے ہمارے رزق کا پروردگار
کس لیے اندیشۂ روزی میں کھوئیں جان ہم

دل کو عجز و انکساری خوانخواہ آتی پسند
جانتے فخر و تکبر کا اگر نقصان ہم

یا الٰہی نفس کے مکروں سے دے ہمکو پناہ
ہو گئے ہاتھوں سے اس مکار کے حیران ہم

لوگ خوش ہوں ہم سے یا ناراض کچھ پروا نہیں
کر چکے تیار اُن کے پند میں دیوان ہم

جبتک اے مسلم نہ ہو گے عاملِ قرآن تم
کس طرح سمجھیں گے تم کو حافظِ قرآن ہم

اے نورِ عین آج تو گو ہے گدائے علم
تیری بھی ایک روز کو عزت بڑھائے علم

جاہ و قبائے اطلس و کمخواب و گلبدن
کمتر ہے چرم سگ سے بھی پیشِ عبائے علم

روئے زمیں کی دولت گنج و خراج سے
ہے قدرداں کے سامنے افزوں بہائے علم

امراضِ جہل دل سے نہ جاتا بشر کی آہ
دیتا اگر نہ شافی برحق دوائے علم

صوفی اہل حلقۂ خلوت نشین سے
درجہ بڑا ہے اُس کا جو سیکھے سکھائے علم

قرآن اور خبر کو بخوبی پڑھ اے سعید
رکھتا اگر ہے دل میں تو اپنے ہوائے علم

سودے تو یوں ہیں کلبۂ دنیا میں بیشمار
قابل خریدنے کے مگر ہے نوائے علم

اے طالبان نسخۂ گوگرد شرع کے
سیکھو اگر ہے عقل تو بس کیمیائے علم

رب کا ہزار شکر کہ آتی ہے ان دنوں
ہر ایک شہر و قصبہ و دہ سے صدائے علم

ہے شاہدِ مراد سے ملنا اگر میاں
کر ترک خواب راحت و عشرت برائے علم

ہو گھر میں اہل علم اگرچہ ذلیل و خوار
محفل میں فرشِ جاہ پر لاکر بٹھائے علم

مانند مچھروں کے گریزاں ہو فوجِ جہل
ہو جس مقام بحث میں ظاہر لوائے علم

عالم اسی سبب سے ہے وارث محمدی
کہ ورثۂ رسول ہے یہ رہنمائے علم

مردِ شریف جہل کے باعث ہوا ذلیل
ارذل حقیر قوم کو اشرف بنائے علم

مسلم نہ ملکِ دین کو ہوگا کبھی زوال
جبتک رہیگی شوکت و فرماں روائے علم

ردیف نون

جب سے میں نامِ خدا دل سے لیا کرتا ہوں
سینۂ خشک کو سرسبز کیا کرتا ہوں

منکرِ حق کو مرے پاس نہ لاؤ یارو
ایسے گمراہ کی صورت سے جلا کرتا ہوں

آگے مخلوق کے جھکنے کو سمجھتا ہوں حرام
جب سے میں سامنے خالق کے جھکا کرتا ہوں

دفعِ گمراہی کی جب بن نہیں آتی تدبیر
کیا کروں دستِ تاسف کو ملا کرتا ہوں

فوجِ اسلام سے میں گو کہ ہوا ہوں باہر
نصرتِ دینِ محمد کی دُعا کرتا ہوں

نیزۂ طعن شب و روز ستمگاروں کا
روز میدان ہدایت کے سہا کرتا ہوں

کیوں مجھے کہتے ہو اے اہل ہوا لامذہب
میں تو سنت کے طریقے پہ چلا کرتا ہوں

راہِ تقلید میں ہو کر کے تعصب سے الگ
آپ کو مذہب حنفی میں گنا کرتا ہوں

حالتِ تشنگیِ رنج و بلا کے اندر
شربتِ صبر و توکل کو پیا کرتا ہوں

راہِ سنت میں سناتا ہے جو گالی مجھ کو
بدلے گالی کے دعا اُسکو دیا کرتا ہوں

جب سے بھایا ہے مرے دلکو رواجِ سنت
رسمِ بدعات پہ لاحول پڑھا کرتا ہوں

عاملو اسمِ مؤکّل کا نہیں ورد مجھے
نام اُس قادرِ بیچوں کا جپا کرتا ہوں

اپنے اشعار نصیحت کو ہدایت کے لیے
جا بجا بھاٹ کے مانند بکا کرتا ہوں

ہے توقع کہ خدا بخشے خطائیں میری
کیونکہ میں کرکے خطا دل سے بُکا کرتا ہوں

کیا غرض غیر کی مدحت سے مجھے اے مسلم
جسکا کھاتا ہوں سدا اُسکی ثنا کرتا ہوں

دل میں ہم حبِّ الٰہی کو نہاں رکھتے ہیں
غنچۂ گل کی طرح بند دہاں رکھتے ہیں

خاکساروں کو یہاں نام ونشاں سے کیا کام
عالمِ نور میں وہ نام و نشاں رکھتے ہیں

بہرِ تعظیم بچھاتے ہیں ملائک بازو
طالبِ قربِ خدا پاؤں جہاں رکھتے ہیں

بندۂ خاص نہیں یادِ خدا سے غافل
گو زن و دولت و شاہی وجہاں رکھتے ہیں

کہتے ہیں طالبِ محبوبِ حقیقی جن کو
نہ غمِ نار نہ ارمانِ جناں رکھتے ہیں

صابر و شاکر و مشتاقِ بہارِ جنت
عیشِ دنیا کی طرف میل کہاں رکھتے ہیں

آفتِ شرک سے بچتا ہے اُنھیں کا ایماں
کنجِ توحید میں جو جائے اماں رکھتے ہیں

زاہدو گوشہ نشینی ہو مبارک تم کو
ہم نوابِ مجلسِ تدریس و بیاں رکھتے ہیں

اہلِ سنت کا تمسک ہے حدیثِ نبویؐ
بدعتی حجتِ گفتارِ مغاں رکھتے ہیں

لاتے ہیں حجّتِ حق پر جو دلیلِ باطل
اپنے ایمان و دیانت میں زیاں رکھتے ہیں

کیا دکھاتے ہو مجھے دشمنو تلوار و تبر
مرنے والے بھی کہیں خطرۂ جاں رکھتے ہیں

گرچہ یاں پیروِ سنت ہیں ذلیل و رسوا
سو شہیدوں کی وہاں عزت و شاں رکھتے ہیں

ہے روا صلح غویّوں سے عزیزو ہم کو
کیونکہ ہم اُن کی ہدایت کا گماں رکھتے ہیں

کس طرح جائیں گے وہ ساقیِ کوثر کے حضور
جامِ سنت سے جو انکار یہاں رکھتے ہیں

پیروی کیوں نہو سنت کی پسند اے مسلم
ہم بخاری کی خبر وردِ زباں رکھتے ہیں

ہے ذاکروں کا رنج بھی راحت سے کم نہیں
اور عیشِ غافلوں کا مصیبت سے کم نہیں

بندہ کو جس وقار میں حاصل غرور ہو
وہ عزت اسکے واسطے ذلت سے کم نہیں

ذلت میں ہو رضائے الٰہی اگر نصیب
ذلت نہیں ہے بلکہ وہ عزت سے کم نہیں

اہلِ کرم کے ساتھ نہ شیخی کرا ے شجاع
مردِ سخی بھی اہلِ شجاعت سے کم نہیں

مت دیکھ چشمِ کبر سے عاصی کو زاہدا
اُسکی بھی گریہ تیری ریاضت سے کم نہیں

بوئے گا یاں جو بیج سو کاٹیگا پھل وہاں
دنیا کی زندگی بھی زراعت سے کم نہیں

گمراہ پیرجی کا ہدایت نہیں ہے کام
بلکہ ہدایت اُن کی ضلالت سے کم نہیں

ہے مؤمنوں کے حق میں تو زندان یہ جہاں
اور کافروں کیواسطے جنت سے کم نہیں

نعمت بڑی ہیں گو کہ یہ دنیا کے سیم و زر
نکلیں نہ راہِ حق میں تو آفت سے کم نہیں

اے پیر خواب دخور میں جوانی تو طے ہوئی
اب یہ بھی چند روز غنیمت سے کم نہیں

دل میں جو ڈاہ بغض ہو اور منہ سے واہ واہ
تو مدح اس طرح کی مذمت سے کم نہیں

ہر خصلتِ پیمبرؐ و ہر عادتِ رسولؐ
سنت کی پیروی میں عبادت سے کم نہیں

عالم اگر ہو بہرۂ نیکی سے بے نصیب
تو قابلیت اُسکی جہالت سے کم نہیں

اے یار کیوں تو نفس کو سمجھے ہے خیر خواہ
دشمن کی دوستی بھی عداوت سے کم نہیں

کبر و خودی کے کافرِ سرکش کو مارنا
غازیِ دیندار کی جرأت سے کم نہیں

اقرار کرکے شاہ سے اِیَّاکَ نَعْبُدُ
انکار بندگی کا بغاوت سے کم نہیں

کرنا تو کام آپ کمینوں کا اختیار
لینا بڑوں کا نام حماقت سے کم نہیں

اجماع گو کہ کہتے ہیں جمہور ناس کو
حق پر ہو ایک ہی تو جماعت سے کم نہیں

نزدیک طالبانِ رضائے حبیب کے
محبوب کی وعید بشارت سے کم نہیں

کھیتی کا شغل یا ہو تجارت کا کاروبار
مولیٰ کی لو لگی ہو تو خلوت سے کم نہیں

قطرہ جو خوفِ حق سے ٹپکتا ہے اشک کا
لولوئے آبدار کی قیمت سے کم نہیں

اے دل نہ جان یہ کہ قیامت ابھی ہے دور
سختیِ گور ہول قیامت سے کم نہیں

مسلم کی اس غزل کو نہ سمجھے تو خاک ہے
سمجھے تو کیمیائے سعادت سے کم نہیں

وائے اب دینِ منور کا پتہ لگتا نہیں
حیف اب اسلامِ انور کا پتا لگتا نہیں

سنتِ شرعِ پیمبرؐ کا پتہ لگتا نہیں
سنتِ ساقیِ کوثرؐ کا پتا لگتا نہیں

سرکشانِ دینِ حق سے بھر گئی روئے زمین
پیروانِ حکمِ داور کا پتا لگتا نہیں

شرک و بدعت فسق آتا ہے نظر چاروں طرف
حق پرست و دیں پرور کا پتا لگتا نہیں

ہر جگہ رشوت ربا چوری ٹھگی ہے آشکار
مالِ طاہر کسبِ اطہر کا پتا لگتا نہیں

دیکھتا ہوں جسکو ہے بیدرد ظالم سنگدل
نرم دل دلجوئے دلبر کا پتا لگتا نہیں

کو بکو مکار پیروں کی ہوئی ہیں گرمیاں
ہے ریا و بے طمع رہبر کا پتا لگتا نہیں

بادۂ لغفتِ دنیا میں پڑا ہے ہر کوئی
طالبانِ آبِ کوثر کا پتا لگتا نہیں

اغنیا اسوقت کے کنجوس مکھی چوس ہیں
صاحبِ جود و مخیّر کا پتا لگتا نہیں

محفلِ رقص و غنا میں مرد و زن کا ہے ہجوم
مجلسِ قرآن میں اکثر کا پتا لگتا نہیں

ہے اکھاڑوں میں صدائے دم مدار و یا علی
نعرۂ اَللّٰہُ اکبر کا پتا لگتا نہیں

گنج میں دشمن غلامی کے لیے موجود ہے
رنج میں خویش و برادر کا پتا لگتا نہیں

مولوی اب طالبِ دنیائے جیفہ ہو گئے
وارثِ علمِ پیمبرؐ کا پتا لگتا نہیں

حق کو ناحق کر دیا جب ہاتھ آئے سو پچاس
دل میں اُنکے خوفِ محشر کا پتا لگتا نہیں

سچ ہے گر لا کتمون الحق پہ وہ کرتے عمل
لقمۂ تر نقرۂ و زر کا پتا لگتا نہیں

رسم الفت کی گئی اُٹھا امانت کا رواج
باوفا مفلس تونگر کا پتا لگتا نہیں

دیدۂ احباب سے آبِ مروت گر گیا
یاری و خویشی کے جوہر کا پتا لگتا نہیں

چھا گیا نیکوں کے دل پر صحبتِ بد کا غبار
جس طرح بدلی میں اختر کا پتا لگتا نہیں

کیوں نہو ہر ایک میں جور و ستم کا زور و شور
بادشاہِ دادگستر کا پتا لگتا نہیں

بن گئے فرزند برخوردار بی بی کے غلام
ایک بھی متبوعِ مادر کا پتا لگتا نہیں

مرد و زن رکھتے ہیں تن پہ بیحیائی کا لباس
پردۂ عصمت کی چادر کا پتا لگتا نہیں

صحبتِ صالح جہاں سے اس طرح عنقا ہوئی
جسطرح گوگرد احمر کا پتا لگتا نہیں

بے ادب ہے خود غرض ہر ایک شاگرد و مرید
متبع فرزند و نوکر کا پتا لگتا نہیں

کرلیں یہ گمراہ گمراہی کی اپنے دھوم دھام
جب تلک مہدی کے لشکر کا پتا لگتا نہیں

اب تو اے مسلم کنارہ ہی پکڑنا خوب ہے
زاغ کے اندر کبوتر کا پتا لگتا نہیں

دلا یاد کر اسکو کہ جسکے سوا ترا دونوں جہاں میں پناہ نہیں
سر صدق کو در پہ اسی کے جھکا کوئی دوسری جائے پناہ نہیں

یہاں چھوڑ کے جسنے خدائے احد چاہی غیروں سے جا کے مراد و مدد
ہے وہ باغی ہو سرکش و مشرک اشد ہو معاف کبھی یہ گناہ نہیں

ہوا خوار جو راہ سوئے سے ہٹا چلا راہ کجی سے قدم کو بڑھا
گرا خندقِ نار میں کھا کے دغا کوئی اُسکی نجات کی راہ نہیں

اے خالقِ جن و خدائے بشر غمِ قبر و حساب و عذابِ سقر
چکھے وہ سیہ بخت کہ جسکے اوپر ترے لطف و کرم کی نگاہ نہیں

وہی طالبِ نقرہ و زن ہو یہاں وہی عاشقِ چشم و دہن ہو یہاں
وہی مائلِ باغ و چمن ہو یہاں جسے حور و قصور کی چاہ نہیں

ہوئے شاہ سکندر و بخت نصر لیا ساری زمیں کو بتیغ و خنجر
گئے کر کے اکیلے یہاں سے سفر لیا دولت و ملک و سپاہ نہیں

گر اہلِ جہان ہو یا صاحبِ زر یا ہو عالی نسب یا ذی علم و ہنر
ہو احکمِ الٰہی سے منکر اگر کوئی اُس سا ذلیل و تباہ نہیں

کر و فخر نہ اے رخِ رشکِ چمن نہیں عیب جو ہو سیاہ فام بدن
یہی چاہیے سیرتِ نیک چلن خدا دیکھے ہے سُرخ و سیاہ نہیں

میاں جامہ کر دیا ہے نکل نہ کر اپنی متاعِ عمل میں خلل
خدا چاہتا ہے بندوں سے نیک عمل یہ قمیص و ازار و کلاہ نہیں

ہو مے فعل اور قول کسی کا اگر جبھی لے آسے اے مرسلِ نخبۂ گر
جہاں سنتِ نبوی نہ آئے نظر جہاں آیتِ شاہنشاہ نہیں

اے طالبِ قربِ خدائے نعم بہا چشمۂ اشک ز دیدۂ نم
نہ ہو اس کو نصیبِ وصالِ صنم جسے ہجر میں ہے یہ واہ نہیں

جب نقرہ و زر یہاں ہاتھ لگا ہوئی قدر رہا نہیں وقار بڑھا
وہاں حشر میں اہلِ یقیں کے سوا کسی شخص کی عزت و جاہ نہیں

نہ دل میں کبر و ریا کو جا نہ تو کینہ و حرص و حسد کو چھپا
بھلا حضرتِ عالمِ غیب سے بھی کیا تیرے قول و عمل کے گواہ نہیں

ہر ایک عضوِ بدن کو گنہ سے بچا انہیں طاعت و یادِ خدا میں لگا
لگے ساتھ ہو ہیں دو رقیب جو کیا ترے قول و عمل کے گواہ نہیں

اے حضرتِ خالقِ ارض و سما ہے مسلمِ عاصی کی تجھ سے دعا
کہ تو بخش دے اسکا قصور و خطا سوا تیرے کرم کے نباہ نہیں

ردیف واو

شقی ازلی سے دنیا میں بھلائی ہو تو کیونکر ہو
جو ہے ازلی سعید اُس سے برائی ہو تو کیونکر ہو

خداوندا بجز تیری نگاہِ فضل بخشش کے
اسیرِ دامِ عصیاں کی رہائی ہو تو کیونکر ہو

غلامانِ ہوس اور خادمانِ حرص سے افسوس
توکل کسطرح ہو یا رسائی ہو تو کیونکر ہو

کہ جس کے پا کو طاقت ہو نہ بر میں توشۂ منزل
درِ مقصود پر اُس کو رسائی ہو تو کیونکر ہو

یہاں کی مشکل آسانی وہاں کی مخلصی یارب
اگر تیری ہی مشکل کشائی ہو تو کیونکر ہو

تمیزِ حق و باطل امتیازِ حلت و حرمت
ہوس زر کی تہِ دل میں سمائی ہو تو کیونکر ہو

اسی سودے نے بندے کو کیا اللہ سے غافل
کہ ہو نام و نشاں کیونکر بڑائی ہو تو کیونکر ہو

کیا جب نفس نے اپنا تسلط کشورِ دل پر
تو اس مسکین سے فرماں روائی ہو تو کیونکر ہو

بدوں کی ہمنشینی میں بُروں کی یارباشی میں
وِدادِ احمدی قربِ خدائی ہو تو کیونکر ہو

اگر ہر موئے تن کے ساتھ رکھتا ہو ہنر سو سو
فزوں قسمت سے حاصل ایک رائی ہو تو کیونکر ہو

سعادت چیز ہے ازلی وہیں جس نے نہ پائی ہو
یہاں اُس سے سرانجام بھلائی ہو تو کیونکر ہو

طریقِ حق پرستی میں موحد بندہ کامل
خدا کو چھوڑ غیروں کی دُہائی ہو تو کیونکر ہو

نہیں جس سالکِ گمرہ کو نیک و بد سے آگاہی
مفید اُس بے خبر کی رہنمائی ہو تو کیونکر ہو

میسر عابدوں کو نورِ خورشیدِ حضوری کا
رُخِ دل پر گھٹا غفلت کی چھائی ہو تو کیونکر ہو

میانِ حق و باطل صلح جوئی بیوقوفی ہے
عمر اور بوجہل میں آشنائی ہو تو کیونکر ہو

عمل بے سود ہے جس میں نہو اخلاص اے مسلم
متاعِ خام میں ڈیڑھ و سوائی ہو تو کیونکر ہو

دلا لازم ہے اُس خاوند کی حمد و ثنا تجھ کو
کہ جس نے نعمتیں اپنی ہزاروں کیں عطا تجھ کو

کیا کرتا رہا تو اُس کی نافرمانیاں ہردم
وہ اپنی نعمتوں سے پرورش کرتا گیا تجھکو

گذاری زندگی لہو و لعب میں تو نے اے غافل
نہ آئی ایک ساعت بھی حیا اے بے حیا تجھکو

خدا کو چھوڑ کر پھرتا ہے تو جو دربدر مارا
سڑی ہے یا کہ دیوانہ بنا کیا ہو گیا تجھکو

یہاں تو دوڑتا پھرتا ہے بے حکمی کے کاموں میں
قیامت میں ملے گی اس شرارت کی سزا تجھکو

خدا کی بندگی میں آج کر چالاکی و چستی
کہ ایک دن ناگہاں دنیا سے ہونا ہے جدا تجھکو

اگر جرم خطا کاری کی بیماری سے عاری ہے
پیا کر شربتِ توبہ خدا دے گا شفا تجھکو

تمنا ہے کہ ناقص سے ابھی ہو جاؤں میں کامل
تو کر لے نفس کو کشتہ یہی ہے کیمیا تجھکو

جہاں تک ہو سکے مضبوط کر توحید و سنت کو
مسلمانی کی بیخ اصلی ہے دی ہے بتا تجھکو

چلے گا تو اگر شادی غمی میں راہ سنت کی
خدا سے بخشوائیں گے محمد مصطفیٰ تجھکو

مخالف ہے جو سنت کا نہو نا مقتدا اُسکا
کہ دیگا ایک دن دامِ ضلالت میں پھنسا تجھکو

اسی کو جان دل سے پیر و مرشد اوستاد اپنا
ملے جس سے طریقِ مصطفیٰ راہِ ہدا تجھکو

دلا نا آشنا یانِ خدا کی آشنائی نے
خدا کی آشنائی سے کیا نا آشنا تجھکو

پڑھیں اکثر کتابیں اور سنیں وعظیں بہت لیکن
ابھی تک کچھ اثر اس کا نہیں دل میں ہوا تجھکو

نہ پھول اس بندگی و طاعتِ ناقص پہ اے مسلم
بجز فضلِ الٰہی کے نہیں ہے آسرا تجھکو

یا الٰہی ہو عطا دل کی صفائی ہم کو
تا نظر آوے تری جلوہ نمائی ہم کو

بار عصیاں سے قدم اُٹھ نہیں سکتا آگے
در پہ اللہ کے مشکل ہے رسائی ہم کو

شوکت و شان مبارک ہو تجھے اے خسرو
کوچۂ رب کی خوش آتی ہے گدائی ہم کو

کس طرح بحث میں دب جائیں مخالف تم سے
حق نے بخشی ہے ابھی طاقتِ گویائی ہم کو

اے صبا رکھے خدا تجھکو ہمیشہ خرم
گلِ توحید کی بو تو نے سنگھائی ہم کو

اپنی مشکل میں، تو پیروں کو پکارے مشرک
مالک الملک کی کافی ہے دہائی ہم کو

ہم کو فرصت نہیں لڑنے کی عزیزو تم سے
نفس سے رہتی ہے ہر وقت لڑائی ہم کو

ہم خطا کرتے ہیں اللہ چھپاتا ہے اُسے
ایسے ستار سے کچھ شرم نہ آئی ہم کو

چاہِ بدعت سے مجھے جیسے نکالا یا رب
ظلمتِ فسق سے بھی بخش رہائی ہم کو

چال تفریط کی کرتا نہیں اللہ پسند
اس لیے بیچ کی رفتار خوش آئی ہم کو

ہوں گے ہم لوگ اگر دل سے خدا کے تابع
دین دنیا کی خدا دے گا بھلائی ہم کو

ہے تہِ دل میں اگر عزتِ عقبیٰ کی ہوس
تو محض لغو ہے دنیا کی بڑائی ہم کو

بخت بیدار ہوا خواب سے اس روز نثار
جب صدا پند کی پیروں نے سنائی ہم کو

جب سے پرہیز گناہوں سے کیا اے مسلم
متقی کہنے لگی ساری خدائی ہم کو

ردیف ہاء

جو چست ہو ہولے کی اطاعت میں زیادہ
ہے تیز وہی عقل و فراست میں زیادہ

ہے علتِ غم خواہشِ دولت میں زیادہ
اور دولتِ آرام قناعت میں زیادہ

جس بندۂ ذاکر کو حضوری ہے میسر
ہے لطف اسے قرب سے فرقت میں زیادہ

ہیں گوشہ نشینی میں بہت فائدے لیکن
ہیں اس سے بھی نیکوں کی رفاقت میں زیادہ

مشکل سے ادا فرض ہوا ایامِ مرض میں
پڑھ نفل دلا حالتِ صحت میں زیادہ

ذاتوں سے بڑائی نہیں اللہ کے نزدیک
تقویٰ ہی سے ہوتا ہے شرافت میں زیادہ

ہر مشرک و کافر ہے سگ و خوک سے بدتر
گو ذات میں بہتر ہو ریاست میں زیادہ

ہیں ظاہری جو اہلِ یقیں دل سے منافق
پائیں گے سزا سب سے قیامت میں زیادہ

تو عالمِ گمرہ کو نہ کہہ مرشد و ہادی
ہو جہل سے جان اُس کو جہالت میں زیادہ

جس عزت و رتبہ میں ہو اللہ فراموش
اس جاہ سے توقیر ہے ذلت میں زیادہ

پیرانِ پُر از مکر کی غیبت میں نہیں عیب
ہے اجر ہمیں اُن کی مذمت میں زیادہ

آگاہ تو مطلق نہیں کچھ باطل و حق سے
ہیں تیز مگر بیعتِ خلقت میں زیادہ

ہیں آپ تو مکار نشہ خوار زناکار
دعویٰ ہے بزرگوں کی خلافت میں زیادہ

پڑھ پڑھ کوئی ناظر کوئی مختار ہوا تیز
چالاک ہوا کوئی وکالت میں زیادہ

کیونکر نہ فراموش کریں گور و غمِ حشر
آتا ہے زر و سیم جو رشوت میں زیادہ

گم ہو گئے عنقا کی طرح اہلِ سخاوت
مشہور تونگر ہیں بخالت میں زیادہ

ہیں عورتیں خوش خوئیِ اخلاق سے خالی
اور عادتِ شوخی و شرارت میں زیادہ

عورت میں سنگاروں سے کچھ آتی نہیں خوبی
پیاری ہے جو ہو زیورِ عصمت میں زیادہ

عالم کہ جو کرتا ہے عمل علم پر اپنے
بیشک ہے اثر اُسکی نصیحت میں زیادہ

مسلم ہے سزاوار نہیں یہ کہ شب و روز
مشغول رہو کار ہدایت میں زیادہ

یارب مروں میں سنت خیر الورا کے ساتھ
محشر میں بھی کھڑا ہوں شفیع الورا کے ساتھ

غازی کا اجر کیوں نہ ہو پرہیزگار کو
کرتا ہے جنگ کافر نفس و ہوا کے ساتھ

جس بدروش کو مسلک سنت نہیں پسند
شاید مخالفت ہے اُسے مصطفا کے ساتھ

جبتک شفا نہ شافی برحق دے اے مریض
صحت تجھے نہ ہوگی میسر دوا کے ساتھ

دارو میں اے طبیب حقیقی اثر نہ جان
یہ اعتقاد شرک ہے رکھنا دوا کے ساتھ

پیارا ہے وہ خدا کا جو باجاہ و ملک و مال
رکھتا ہے دلبری و تواضع گدا کے ساتھ

عورت جو ساتھ مفلس شوہر کے رنج اُٹھائے
جنت میں جائے حضرت خیر النساء کے ساتھ

کیوں فریفتہ ہے قحبۂ دنیا کا اے عزیز
عاقل کہیں لگاتے ہیں دل بیوفا کے ساتھ

جاتی ہے داغ دے کے یہ دنیائے بے وفا
عاشق سے گو کہ ملتی ہے ناز و ادا کے ساتھ

اے دل تو پیروی محمدؐ میں سر جھکا
سچی اگر ہے تجکو محبت خدا کے ساتھ

بندے یہاں جو کرتے ہیں نیکی بدی کے کام
پائیں گے اُسکو گور و قیامت میں جا کے ساتھ

ایمان دار کیسے ہو اہل ریا پلید
ایمان دل میں رہ نہیں سکتا ریا کے ساتھ

ازلی شقی جو ہے سو نہ ہوگا سعید اب
گو اُس کی زندگی ہو بسر اتقیا کے ساتھ

اے یارو اپنے توشۂ عقبیٰ کی لو خبر
منزل خوشی سے کٹتی ہے برگ و نوا کے ساتھ

مسلم کا آب و خور دیہاں سے ہو جب تمام
یارب اسے اٹھائیو اپنی رضا کے ساتھ

بکثرت پڑھ دلا استغفر اللہ
کہ ہے مغز دعا استغفر اللہ

رسول پاک خود معصوم سو بار
پڑھا کرتے سدا استغفر اللہ

نماز صبح کو پڑھ کر کے سو بار
پڑھا کر جی لگا استغفر اللہ

نماز فرض سے جب ہو تو فارغ
تو پڑھ سہ مرتبا استغفر اللہ

تہجد پڑھ کے ہر شب کو پڑھا کر
بصد آہ و بکا استغفر اللہ

گنہ عاصی کے مٹتے ہیں اُسی دم
جبھی اُسنے کہا استغفر اللہ

مس عصیاں کے حق میں اے گنہگار
سمجھ لے کیمیا استغفر اللہ

برائے عاصیاں بہر ہراساں
وسیلہ ہے بڑا استغفر اللہ

ضرور ابلیس بھی بھگتا ہی جاتا
جو کہتا بے حیا استغفر اللہ

ہوا تھا غرق فرعون اس سبب سے	کہ بھول اسکو گیا استغفراللہ
نہیں قارون بھی ہو دھنستا زمیں میں	اگر وہ بولتا استغفراللہ
جو چاہے دامِ مشکل سے رہائی	پڑھے صبح و مسا استغفراللہ
مریضِ ناتواں سے جا کے بولو	کہ ہے تیری دوا استغفراللہ
خدا افلاس سے بخشے رہائی	پڑھے گر بے نوا استغفراللہ
گرے جب خلد سے آدم زمیں پر	پکارا اسالہا استغفراللہ
کہے ہم نے ستم جانوں پہ اپنی	کہ گندم کھا لیا استغفراللہ
خداوندا ہمیں اپنے عمل کی	ملی پوری سزا استغفراللہ
خدا اب بخشدے مولیٰ کہ ہم نے	کری توبہ پڑھا استغفراللہ
پڑے جب پیٹ میں مچھلی کے یونسؑ	کیا رو رو ندا استغفراللہ
تو یا رب پاک ہے معبود میرا	کیا میں نے جفا استغفراللہ
وہیں ان صاحبانِ غم کے حق میں	ہوا مشکل کشا استغفراللہ
غرض اکسیر ہے کل حاجتوں میں	بقولِ مصطفا استغفراللہ
قیامت میں ہمارا ہو کے شافع	خطا بخشائے گا استغفراللہ
بدی کی جا عمل نامے میں نیکی	لکھی دکھلائے گا استغفراللہ
خدا ہوتا ہے اُس عاصی سے بیزار	نہیں جس نے پڑھا استغفراللہ
شقی ہے وہ جو استغفار چھوڑے	پڑھے صالح سدا استغفراللہ
مجھے اس نفس نے بہکا کے یا رب	بنایا بے حیا استغفراللہ
گنہ سے دفترِ اعمال اپنا	سراسر بھر گیا استغفراللہ
پکاروں ہوں تجھے آہ و فغاں سے	ترے در پر پڑا استغفراللہ
تمنا ہے کہ مسلم اس جہاں سے	چلے کہتا ہوا استغفراللہ

ردیف یائے تحتانی

اے قلم حمدِ خدا میں سر جھکانا چاہیے	بعدہٗ نعتِ نبیؐ میں لب ہلانا چاہیے
بات تھوڑی سی بیاں ہوتی ہے سب کے کام کی	گوشۂ دل ہر شخص کو اسپر لگانا چاہیے
خوب رو اے دل جہنم کا اگر کچھ خوف ہے	آتشِ دوزخ کو آنسو سے بجھانا چاہیے

کیسی ہی چھوٹی ہونیکی تو اسے ہلکی نہ جان
رب کو بخشش کے لیے کوئی بہانا چاہیے

روشنی کی ہے اگر خواہش اندھیری گور میں
رات کو شمعِ تہجد کو جلانا چاہیے

مار و کژدم سے وہاں کے ہے اگر دل میں ہراس
کلمۂ طیب کا افسوں لے کے جانا چاہیے

چاہتا ہے کیوں خدا سے اور بندوں سے مدد
دودھ میں پانی نہیں ہرگز ملانا چاہیے

اپنی تقصیر و خطا اللہ سے پڑھ کر نماز
ہاتھ اُٹھا کر اور رو رو بخشوانا چاہیے

بھر رہا ہے نیک و بد سودا سے بازارِ جہاں
جانچ کر دام اسمیں اے گاہک لگانا چاہیے

لگ رہے ہیں چور و ٹھگ اس کوچہ و بازار میں
جیب و گٹھڑی ہوشیاری سے بچانا چاہیے

اس چمن میں ساتھ گل کے خار بھی ہیں بیشمار
دامن اے گلچیں نہ کانٹوں میں پھنسانا چاہیے

اے میاں غواص اس دریائے گوہر میں تجھے
جان کو آفاتِ بحری سے بچانا چاہیے

لذت دنیا یہ شہدِ شیر ہے اے ہوشمند
آپ کو اس پر نہ مکھی سا گرانا چاہیے

حق و باطل کی تو رکھ پہچان لے اہلِ تمیز
سنکھیا مصری کے دھوکے میں نہ کھانا چاہیے

آدمی لاچار جب ہوتا ہے مارے بھوک کے
اولا کہتا ہے یارب مجکو کھانا چاہیے

پیٹ دونوں وقت جب بھرنے لگا آرام سے
تب لگا کہنے کہ اب مجکو خزانا چاہیے

یہ بھی اُسکی جس گھڑی پوری ہوئی دل کی مراد
اب کہا رہنے کو میرے بالاخانا چاہیے

بالاخانے پر لگا سونے تو اب لایا ہوس
ایک عورت مہ جبیں سے گھر بسانا چاہیے

یہ بھی جب پایا تو پھر کہنے لگا مالک مرے
ایک پتلا آنکھ (یعنی فرزند) کا مجکو دکھانا چاہیے

الغرض بھرتا نہیں ہرگز کبھی شکمِ حریص
نقش طمع و حرص کا دل سے مٹانا چاہیے

صابر و شاکر ہو اس پر جو تجھے دیوے خدا
آپ کو در در نہ کتے سا پھرانا چاہیے

جبکہ فوجِ حرص ہر جانب سے آکر گھیر لے
اُس کو شمشیرِ قناعت سے ہٹانا چاہیے

دل کو اپنے جس گھڑی سختی میں گھبرانے لگے
قصۂ ایوبؑ و یونسؑ بس سُنانا چاہیے

ہے تجھے منظور اپنی مشکل آسانی اگر
غیر کی مشکل میں جاکر کام آنا چاہیے

بس کر اے مسلم تو بگڑے حال کو اپنے بنا
پند عاقل ہو کے غیروں کو سُنانا چاہیے

نقشِ حبِّ ایزدی دل پر جمانا چاہیے
ماسوا اس نقش کے سب کو مٹانا چاہیے

عرشِ دل جائے نزولِ حضرتِ رحمان ہے
غیر کو ہرگز نہیں اُس پر بٹھانا چاہیے

خانۂ دل میں جگہ جس نے کہ دی ہے غیر کو
اس لعیں کو کم نہیں مشرک سے جانا چاہیے

جلوۂ محبوب کا طالب اگر ہے اے عزیز
آرہی ہے نحن اقرب کی صدا محبوب سے
پاس ہو محبوب پھر ہم کو رہے دوری نصیب
آرزو ہے وصلِ جاناں کی اگر اے جانِ من
بحرِ ذکر اللہ دریائے فنا فی اللہ میں
چھیل کر حرفِ دوئی کو کاردِ توحید سے
طالبِ دیدارِ حق کو مثلِ فرہاد اے عزیز
گرچہ ہم کو غیر ممکن ہے وصالِ ذو الجلال
دل نہیں زندہ ہے تو اس مردۂ بیجان کو
سانس بالائی اُٹھے ہمراہ لفظِ لا الٰہ
مژدۂ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ کی خبر
زاہدا تجکو مبارک ہو جیو حور و قصور
طالبِ مولا نہ بن تو اے فدائے حورِ عین
اہلِ مولیٰ سے نہ کر اے اہلِ دنیا ہمسری
مارتا ہو جو کوئی حبِّ خداوندی میں دم
دین اور دنیا کے ہر اک رنج اور آرام میں
آلؑ و اہلِ بیتؓ و اصحابِؓ نبیؐ کا بھی ضرور
بغض ہو ان میں کسی سے دل میں جس مردود کے
ان دنوں ہیں سیکڑوں ایسے محبانِ رسولؐ
ان کے ہر اک فعل کو ہر قول کو ہر حال کو
مخلصو ان کو انکے پھندے سے بچانے کے لیے
مصطفٰےؐ سے تو تہجد بھی قضا ہوتی نہ تھی
کس طرح وہ مست ہوں سُنکر بخاری کی حدیث
خنجر و نیزہ سپر خیر البشر کا تھا سنگار
شادیِ زہراؓ میں ہو حمدِ خدا نعتِ رسولؐ

پردۂ غفلت تجھے دل سے اُٹھانا چاہیے
بختِ خوابیدہ کو اے طالب جگانا چاہیے
وائے ایسی زندگی سے مر ہی جانا چاہیے
وادیِ فرقت میں جانبازی دکھانا چاہیے
بحرِ دُرِّ آرزو غوطہ لگانا چاہیے
عشق کے دفتر میں نام اپنا چڑھانا چاہیے
کوہِ غم میں جانِ شیریں کو کھپانا چاہیے
بارگاہِ قربِ حق تک بھی تو جانا چاہیے
حی اور قیوم کے دم سے جلانا چاہیے
ساتھ الا اللہ کے دم کو گرانا چاہیے
طالبِ مایوس خاطر کو سُنانا چاہیے
عاشقوں کو کوچۂ جاناں میں جانا چاہیے
آپ کو شہوت پرستوں میں بتانا چاہیے
روبرو مردوں کے زن کو منھ چھپانا چاہیے
اُس کو حبِّ احمدیؐ دل میں جمانا چاہیے
اتباعِ احمدی میں سر جھکانا چاہیے
اعتقادِ دوستی دل میں جمانا چاہیے
ہاویہ کے غار میں اُسکا ٹھکانا چاہیے
سامنے سنت کے جنکے دم چرانا چاہیے
راہِ سنت کی کسوٹی سے لگانا چاہیے
حال کچھ بعضے پلیدوں کا سُنانا چاہیے
پنجگانہ میں بھی اِن کو سو بہانا چاہیے
راگ سے اُن کو بخارِ حال آنا چاہیے
صندل و مسی حنا ان کو لگانا چاہیے
شادیوں میں کسبیاں اِنکو نچانا چاہیے

ام کلثومؓ و رقیہؓ کا تو ہو ثانی نکاح
بیٹیاں بیوہ انھیں گھر میں بٹھانا چاہیے

پاس کی مسجد تو ان کے واسطے سو کوس ہو
محفلِ میلاد میں کوسوں سے جانا چاہیے

ہیں حقیقت میں یہ سارے دشمنِ خیر البشرؐ
جوتیاں ایسے پلیدوں کو لگانا چاہیے

منزلِ مقصود پر مسلم پہنچنا ہے اگر
آپ کو پیچھے پیمبر کے لگانا چاہیے

جسکو قہرِ ایزدی سے رستگاری چاہیے
اُسکے دل سے آہ اشک آنکھوں سے جاری چاہیے

جسکے بندوں پر ہزاروں بخشش و انعام ہیں
ہر گھڑی اُس کبریا کی یادگاری چاہیے

طالبانِ قربِ محبوبِ حقیقی کو ضرور
اشکباری دلفگاری جاں نثاری چاہیے

جو ہوا طالب بہارِ گلشنِ فردوس کا
کیا اُسے سیرِ گل باغِ بہاری چاہیے

شاغلانِ لذتِ دنیائے جیفہ کو مدام
مجلسِ رقص و شراب و سودخواری چاہیے

عاصیانِ شوق کو امید بخشش کی نہیں
اہلِ عصیاں کو شفیعِ شرمساری چاہیے

جبکہ یہ دنیا ہے مؤمن کے لیے زنداں سرائے
کیوں نہ پھر یاں رنجش و تکلیف و خواری چاہیے

ہے اگر دنیا میں ٹوٹا جھوپڑا پر واہ نہیں
جنت الفردوس کی محل و اٹاری چاہیے

شعلۂ نارِ جہنم کو بجھانے کے لیے
دیدۂ پُر خوف و چشمِ اشکباری چاہیے

گوہرِ اعمال پر بازارِ محشر میں ضرور
رونقِ اخلاصِ دل کی آبداری چاہیے

اے مسافر منزلِ گور و قیامت کی تجھے
ساتھ لینا توشۂ پرہیزگاری چاہیے

اے مسافر کیوں پڑا سوتا ہے ٹک بیدار رہو
کوچ سے پہلے ہی چلنے کی تیاری چاہیے

اے فقیرِ نفس کش اے صوفیِ خلوت نشیں
نفس شیطاں کی ٹھگی سے ہوشیاری چاہیے

صاحبِ توحید کو اور اہلِ سنت کو فقط
قولِ نبوی اور قولِ کردگاری چاہیے

جب کہیں ظاہر حدیث و فقہ میں ہو اختلاف
دیکھنا اس باب میں مسلم بخاری چاہیے

سنیو لینا اگر ہے سو شہیدوں کا ثواب
شوخیوں پر جاہلوں کی بردباری چاہیے

بندگانِ باوفا کو اپنے آقا کی مدام
پیروی فرمانبری خدمت گذاری چاہیے

نقشبندی ہے اگر تو حق پسندی ہے ضرور
مجمعِ باطل سے اُسکو انتشاری چاہیے

اے مجددیہ تجھے اذکار اور اشغال میں
سنتِ خیر البشر کی پاسداری چاہیے

قادری چشتی نہ کہلایا اگر تو کیا ہوا
بندگی دل کی صفائی آبداری چاہیے

دل سے اے مسلم کر اپنے دور سودائے غرور
بندۂ خاکی کے اندر خاکساری چاہیے

دنیا میں جو بیادِ خدائے نعم رہے
مر کر میانِ روضۂ باغِ ارم رہے

جس وقت جل شانہ، خود منصفی کرے
ہیبت سے ہر نبی و ولی خشک دم رہے

کوئی کسی کے حق میں نہو گا وہاں شفیع
جس پر مگر خدائے بریں کا کرم رہے

میدانِ روزِ حشر میں دنیا کا ہر عزیز
آنکھیں چرا کے آہوئے وحشی سا رم رہے

چوری دغا فریب و ریا جائے سب کا کھل
جس پر خدا کا فضل ہو اُس کا بھرم رہے

دنیا کی دھوم دھام یہ دنیا ہی تک ہے بس
لیکن وہاں یہ گنج نہ ملک و حشم رہے

پوچھیں گے اہلِ خلد کہ اے ساکنانِ نار
تم کیوں میانِ نار برنج و الم رہے

دیں گے جواب وہ کہ نہ پڑھتے تھے ہم نماز
اور اُس عذاب مار کو جھکاتے ہم رہے

حق نے دیا تھا مال نہ دیتے تھے ہم زکوٰۃ
مالِ حرام و سود سے بھرتے شکم رہے

جور و ستم حرام و شراب و کباب میں
مکر و دغا فریب میں سارے جنم رہے

سب لوگ ذوالجلال کی کرتے تھے بندگی
ہم اُس کو چھوڑ پوجتے دیر و صنم رہے

ہم عالموں کے نیک طریقے کو چھوڑ کر
گمراہ پیر جی سے سدا ہم قدم رہے

اس روز چاہتے ہو اماں دوستو سنو
خوفِ خدا سے شام و سحر چشم نم رہے

ذکرِ خدائے پاک میں جاری رہے زباں
لہو و لعب کے زق زق و لق لق میں کم رہے

دل گردِ شرک و ظلمتِ بدعت سے صاف ہو
توحید حق و سنت نبوی علم رہے

اخلاص دل سے کیجیے مولےٰ کی بندگی
گردن سدا رضائے الٰہی میں خم رہے

متسلو کو ذیحو حشر میں یارب وہیں اماں
جس جا کھڑا لوائے شفیع الامم رہے

مومنانِ خوش طریقہ کا خدا غفار ہے
کافرانِ بد روش کے واسطے قہار ہے

آگے مالک کے جو خادم کو کرے جھک کر سلام
اُس غبی کے بوجھ پر اللہ کی پھٹکار ہے

آپ کو مشغول رکھ اے دل خدا کی یاد میں
قربِ درگاہِ خداوندی اگر درکار ہے

ہیں ہی بندوں میں سچے طالبانِ ذوالجلال
جنکی آنکھوں کے تلے دنیا سڑی مردار ہے

دین کے کاموں میں جو دنیا کا رکھتا ہے لحاظ
اُس کا دعویٰ دینداری کا محض بیکار ہے

اس جہانِ بیوفا میں طالبانِ دین کو
دل لگانا قحبۂ دنیا سے زہرِ مار ہے

ہوش کر سرِ خوابِ غفلت سے اٹھا اے بیخبر
گور منہ کھولے ہوئے تیرے لئے تیار ہے

کس طرح خشیت الٰہی اُس کے دل کو ہو نصیب
لوحِ دل پر جس کے نقشِ درہم و دینار ہے

اہل سنت کیوں نہ پہونچیں منزلِ مقصود پر
راہ پر اُن کی حدیثِ سیدِ ابرار ہے

ایدل اُس گھر کو بنا جس گھر میں رہنا ہے سدا
یہ سرائے فانیہ دو روز کا گھر بار ہے

اپنی اس آلایشِ عصیاں سے اے عاصی نڈر
مَیلِ عصیاں کے لیے صابون استغفار ہے

ان دنوں کی دینداری ہے عجب انداز کی
متقی کہتے ہیں جسکو لوگ وہ بدکار ہے

سنت و توحید کی محفل نہیں آتی نظر
شرک اور بدعت کا ہر سو گرم تر بازار ہے

ہر کسی کے ہاتھ پر مت ہاتھ رکھنا اے میاں
آج کل بعضا فقیر اور مولوی مکار ہے

پائیگا مشکیں چڑھی اپنی بہنگامِ حساب
دس نفر پر بھی یہاں جو آدمی سردار ہے

کیسے اُس بدبخت کی ہوگی جہنم سے نجات
سنت و توحید سے جسکو یہاں انکار ہے

بس کر اے مسلم نہیں مانیں گے وہ تیرا کلام
جن شریروں کے مقدر میں خدا کی مار ہے

حضرتِ حق میں وہی پیارا نبی انسان ہے
جس نبی انسان کا حق پر یہاں ایمان ہے

نور جس انسان کے دل میں نہیں ایمان کا
بیشک اس انسان سے بہتر کہیں حیوان ہے

کیوں نہیں حکمِ الٰہی سے کرے وہ سرکشی
جس لعینِ روسیہ کا پیشوا شیطان ہے

جو کوئی اللہ کی دل سے کرے گا بندگی
جنتی کرنے کا اُسکو وعدۂ رحمان ہے

سب سے ادنی مرتبہ کا جنتی جو ہوئے گا
ایک ایک موتی کا سو سو اُسکو بھی دالان ہے

ندیاں جاری ہیں جنت میں شراب و شیر کی
جسکی شیرینی و لذت بے حد و پایان ہے

گوشت صدہا قسم مرغوں کا وہاں موجود ہے
شوربہ دار اور بریاں جسکا جو خواہان ہے

نوش کرنے کو وہاں میوے ہزاروں ہیں لذیذ
اور خدمت کو ہمیشہ حور اور غلمان ہے

عورتیں بندوں کو جو بخشے گا جنت میں خدا
رنگ و روپ اُنکا بشان لُولُو اور مرجان ہے

بیبیوں کے ساتھ اپنے تخت پر تکیے دیے
شغل باہم میوہ خوری کا وہاں ہر آن ہے

واجب و لازم ہے ہم پر اُس خدا کی بندگی
جس نے بندوں کیلیے کیا کیا سامان ہے

دل سے کہہ تو ذاتِ حق ہے وحدہٗ اور لاشریک
اور محمدؐ عبدہٗ یہ کلمۂ ایمان ہے

کر نمازِ پنجگانہ کو حضوری سے ادا
درمیانِ کافر و مومن یہی پہچان ہے

ہے اگر زردار تو ہر سال میں دینا زکوٰۃ
ورنہ اک دن مال یہ تیرا وبالِ جان ہے

ہے اگر مقدور تو کر حج بیت اللہ کا
واسطے تیرے وہاں جانا بہت آسان ہے

ترک کر کینہ کپٹ بغض و حسد کبر و غرور
کیونکہ اس سے فوراً اُنکو ترے نقصان ہے

کذب و دشنام و ریا ہے شیوۂ اہل نفاق
مؤمنانِ پاک کی ہرگز نہیں یہ شان ہے

کرلے استغفار جلدی ورنہ پچتائیگا تو
حق میں عاصی کے درِ توبہ کھلا ہر آن ہے

اپنے انبوہِ خطا سے آس بخشش کی نہ توڑ
رب کا دریائے نوازش بے عدو پایان ہے

منزلِ عقبیٰ کا اپنی جلد کر سامان و ساز
اے مسافر اس سرا میں چار دن مہمان ہے

غیر کو ناچیز اور احقر نہ جان اے دل کبھی
کیا خبر ہے کون اسمیں بندۂ سبحان ہے

شیشۂ دل کو کسی بھائی کے ہرگز توڑ مت
جوڑنا مشکل ہے اوسکا توڑنا آسان ہے

بھول مت دل سے کسی کی نیکی و احسان کو
رب کا نا شکرہ ہے جو نا شکرۂ انسان ہے

رکھ تو ہر اک حال میں ہر شخص سے شرم و حیا
یہ طریقِ نیک خوئی حضرتِ عثمانؓ ہے

اے برادر جہل کو ہرگز نہ کر تو اختیار
علم سے دونوں جہاں میں مرتبہ ذیشان ہے

سود کا گھر میں وہی رکھتا ہے اپنے کاروبار
جس کو گور و حشر کا دل میں نہیں ایمان ہے

جو بدن پالا گیا ہے لقمہائے سود سے
داخلِ جنت نہ ہو حضرتؐ کا یہ فرمان ہے

جس کو خوش آتا نہیں احکام قرآن و حدیث
وہ لعیں اہل نفاق و صاحبِ طغیان ہے

کیسے اے مسلم اسے توحید و سنت ہو پسند
شرک و بدعت کی طرف جسکو یہاں میلان ہے

جس دن خدا نے نور سنوارا محمدیؐ
ہم کو خطاب کرکے پکارا محمدیؐ

خیر الامم ہے جب کہ یہ امت خدا کے پاس
بہتر ہو کیوں نہ دین ہمارا محمدیؐ

سوجھی اسیرِ تیرِ ضلالت کو راہِ راست
چمکا عرب میں جب سے ستارا محمدیؐ

اے احمدیؐ ہو ایسے خدا پر ہو جاں نثار
جس نے کیا ہے دین تمہارا محمدیؐ

بازار و شہر و قصبۂ و قریہ میں برملا
بجتا ہے صبح و شام نقارا محمدیؐ

پہونچے عرب سے روم و دمشق و عراق و شام
ایران چین و ہند و بخارا محمدیؐ

اس دینِ حق کے سامنے دین اپنا چھوڑکر
لاکھوں ہوئے یہود و نصارا محمدیؐ

آئی ہے جب سے گلشن نبوی میں نوبہار
پھولے ہیں جب سے پھول ہزارا محمدیؐ

توحید کام آئیگی اُسکے کبھی نہیں
جس نے کہ نام دل سے بسارا محمدیؐ

دنیا میں گرچہ خوار و ذلیل و حقیر ہو
پروردگار کا ہے پیارا محمدیؐ

ستر جہنمی کو نکالے گا نار سے
جاتا ہے راہِ حق میں جو مارا محمدیؐ

جنت میں جاکے کھائیگا شہد و شراب و شیر
سیب و بہی و انار چھوہارا محمدیؐ

کرتا ہے دل سے سنتِ نبوی کی پیروی — بدعت کے شور و شر سے کنارا محمدی
سنت سے منہ نہ موڑ کسی کے لحاظ سے — مسلک اگر ہے یارو تمہارا محمدی
اکثر ہوئی ہے منکرِ سنت سے گفتگو — لیکن کسی جگہ پہ نہ ہارا محمدی
اشرار شرک شورش بدعت کے سامنے — ناچار ہو رہا ہے بچارا محمدی
اے رب ہمارے حضرت مہدی کا ہو ظہور — ظاہر ہو شان شوکت و یارا محمدی
آئین سارے مذہب باطل کے دور ہوں — جاری ہو رسم دین دل آرا محمدی
بھاگیں رسالے پلٹنیں کفار خوار کی — آنکھوں سے دیکھتے ہی اکھاڑا محمدی
اٹھ جائے علم ہندی و انگریزی ناگری — گھر گھر پڑھایا جائے سپارا محمدی
مل جائیں کافروں کے صنم خانے خاک میں — قائم ہوں مسجدوں میں منارا محمدی
تعزیر قید و قتل جہالت کے بالعوض — چمکے قصاص و حد و کفارا محمدی
پھیلے تمام ملک میں اسلام اس طرح — دیکھوں میں جس طرف ہو پیارا محمدی
مسلم کو گورِ حشر کے رنج و عذاب سے — مولیٰ کا آسرا ہے سہارا محمدی

لمؤلفہ احمد شفیق ۱۲

جب سے آئے مصطفےٰ رہبر ہمارے واسطے — سہل ہے جانا درِ حق پر ہمارے واسطے
اس رسولِ آخر خیر خواہ عاصیاں نے صاف صاف — کہہ دیا ہر ایک خیر و شر ہمارے واسطے
فرض ہے ہر قول و فعل سیدِ ابرار کا — جی سے خوش ہو کر جھکانا سر ہمارے واسطے
راہ سے ڈگنے کا خطرہ بدعتی کو ہے ضرور — ہم تو سنی ہیں نہیں کچھ ڈر ہمارے واسطے
جب شبِ معراج سے لوٹے تو یہ پانچوں نماز — لائے تحفہ ساتھ پیغمبر ہمارے واسطے
پرتوِ معراج ہے ہر روز حاصل پانچ بار — اس نمازِ فرض کے اندر ہمارے واسطے
حق تعالیٰ سے عطا کروائیں گے خیر الوریٰ — کار اندک میں ثواب اکثر ہمارے واسطے
روزِ محشر میں شفیع عاصیاں ہونگے شفیع — سامنے اللہ کے جا کر ہمارے واسطے
بخشوا کر سب گنہ فردوسِ اعلیٰ میں رسول — حق سے دلوائینگے آخر گھر ہمارے واسطے
تشنگی کا خوف ہے محشر میں غیروں کے لیے — بھر رہا ہے چشمۂ کوثر ہمارے واسطے
از طفیلِ مصطفےٰ نفس و ہوا کے ہاتھ سے — دے پناہ اے خالقِ اکبر ہمارے واسطے
جبکہ قلبِ مؤمنیں ہے دُرِّ ایماں کا صدف — کیوں نہ ہو دل معدنِ گوہر ہمارے واسطے
جب سے حق گوئی میں ہم نے کھول رکھی ہے زباں — ہر طرف سے تیز ہے خنجر ہمارے واسطے

چھوڑ مت تدبیر کو اے دل خدا کو یاد کر
شاید اب تقدیر ہو یاور ہمارے واسطے

حرص میں کیا سود جبکہ خرمنِ تقدیر سے
ایک دانہ بھی نہیں باہر ہمارے واسطے

ہے غنی کے واسطے دنیا میں آرام و سکون
مفلسی کے گردش و چکر ہمارے واسطے

کیوں نہو شہر و بلشہر و کو بکو جانا ضرور
آب اور دانہ ہے زور آور ہمارے واسطے

آج گر اس نقرہ و زر کی نہ دیں گے ہم زکوٰۃ
کل کو ہوگا اژدہا بن کر ہمارے واسطے

مال ہے بہرِ حصولِ زادِ راہِ آخرت
گاڑ رکھنے کو نہیں ہے زر ہمارے واسطے

جبکہ اک دن مر کے ملجانا ہے خاکِ گور میں
ہے برابر قصر اور چھپر ہمارے واسطے

عالمِ ملکوت کی ہو سیر اک دم میں نصیب
بال تقویٰ میں اگر ہو پر ہمارے واسطے

ہم تو سیدھی راہ پر یاروں بلاتے ہیں تمہیں
کسلیے غصہ سے ہوا اخگر ہمارے واسطے

ٹھوکریں یارب کہاں تک کھائیں بے سردار کے
ہو عطا اب دین کا افسر ہمارے واسطے

عرض ہے مسلم کی یارب تجھ کو ہو کو وہی
جو ترے نزدیک بہتر ہو ہمارے واسطے

جو دل میں فخر بالا انساب کی رکھتے ہیں بیماری
ہوئی ہیں شادیاں ہیوؤں کی اُن کی جان پر بھاری

سناتے ہیں ہماری بیٹیاں اشراف زادی ہیں
سگائی وہ کرے جو ہو جولاہن یا ہو بھٹیاری

قدم پر انکے پگڑی دھر کے رو رو عرض کرتی ہیں
کہ ہے عزت ہماری تیرے ہی ہاتھوں میں اے پیاری

پکانا پیسنا اور کوٹنا ہے کام غیروں کا
فقط بیٹھی رہو گھر میں چلاؤ حکم سرداری

ستم ہے آپ تو کرتے ہیں دس دس بیبیاں لیکن
نہ کرنے پائے بیوہ ایک بھی خاوند بیچاری

کہانتک مثل مینا کے بھلا ہیوؤں کو رکھو گے
نکلوگے ہاتھ جب پنجڑے سے اُڑ جائے گی دولاری

نہ کرنا عقدِ بیوہ کا طریقہ ہندوانہ ہے
خدا کیواسطے تم چھوڑ دو یہ رسمِ کفاری

جو رسمِ کفر پکڑو گے اُٹھو گے ساتھ کافر کے
یہاں تم گو کہ رکھتے ہو مسلمانی کی رواداری

اسی رسمِ برہمن پر بنے ہو شیخ صدیقی
لقب اپنا مناسب ہے کہ رکھو شیخ زناری

بیاہ ہو جلد بیوہ کو خیالِ ننگ کو چھوڑو
گرائے گی جہنم میں تمہیں یہ شرمی و عاری

شرافت گر نہ چھوڑو گے یہ رسمِ ہندوانہ تم
تو محشر میں یہ شیخی سیدی دکھلائیگی خواری

نسب کا مول کوڑی بھر نہو بازارِ محشر میں
جولاہہ اور سید سے عمل کی ہو خریداری

ثواب اُس کو ملے گا سو شہیدوں کا قیامت میں
کرے گا عقدِ ثانی کو جو ایسے وقت میں بھاری

اگر تم بیوہ مسکین کا جوڑا لگا دو گے
تمہارا حور سے جوڑا لگا دے حضرت باری

جو رکھے گھر ہیں بیوہ کو تو اسپر ہر مہینے میں
چڑھے ہر حیض سے اک خون کرنے کی ستمگاری

بظاہر عقد سے بیوہ حیا سب کو دکھاتی ہے
مگر چھپ چھپ پرائے مرد سے کرتی ہے نظاری

کھڑی محشر میں ہوگی وہ زن بوجہل کے شامل
حضوری فاطمہ رضؓ سے جائیگی ناپاک پھٹکاری

سُنو اے بیکسو بیوہ اگر کچھ ہوش رکھتی ہو
یہ دیکھو اپنے باباجان اور اماں کی ہشیاری

پڑے ناز و ادا سے کاٹتے ہیں رات آپس میں
تمھیں کہتے ہیں بیٹھو صبر سے کونے میں اے پیاری

سمجھ لو ایسے باباجان کو اے جہاں قصائی تم
اور ایسی سنگدل اماں کا رکھو نام ہتھیاری

دعا اب بندۂ مسلم کی ہو مقبول یا اللہ
کہ جلدی عقد بیوہ کا بڑے لوگوں میں ہو جاری

خدا سے ڈر ذرا اے بے نمازی
وضو کر سر جھکا اے بے نمازی

نہیں دل میں ترے خوفِ الٰہی
نہ کچھ شرم و حیا اے بے نمازی

تجھے جس نے کیا پانی سے پیدا
حق اسکا کر ادا اے بے نمازی

ذرا سر خوابِ غفلت سے اُٹھا تو
بہت سوتا رہا اے بے نمازی

ہزاروں نعمتیں جس نے عطا کیں
نہ کر اُس کو خفا اے بے نمازی

شکم میں ماں کے جو تجھ کو نہ بھولا
تو بھول اُسکو گیا اے بے نمازی

خدا کی بندگی میں سر جھکانا
یہی کام آئے گا اے بے نمازی

تجھے دربار سے مولیٰ کے اپنے
کیا کس نے جدا اے بے نمازی

جھکا سر کو جھکا سر کو جھکا سر
نہ لے سر پر بلا اے بے نمازی

جھکا سر چھوڑ وعدہ آج کل کا
ٹھکانا دم کا کیا اے بے نمازی

جو بندہ چھوڑ دیگا بندگی کو
سو گندہ ہوئیگا اے بے نمازی

تو اپنے شوق سے دوڑا ہوا کیوں
جہنم کو چلا اے بے نمازی

نہیں غافل کوئی شے بندگی سے
مگر تو بے حیا اے بے نمازی

خدا پر اور نبیؐ پر لا کے ایماں
تو کیوں کافر بنا اے بے نمازی

فقط کلمہ بغیر از سر جھکائے
نہ دے گا فائدا اے بے نمازی

سگ و خنزیر بھی ہیں تجھ سے بہتر
نہ جان اُن کو بُرا اے بے نمازی

پلیدی ظاہری ہے اُن کے اندر
نجس باطن ترا اے بے نمازی

خدا کی بندگی سے کیا تجھے کام
تو سگ ہے پیٹ کا اے بے نمازی

ہوا ابلیس جب سجدے سے منکر
تو پھٹکار آگیا اے بے نمازی

سدا آبِ حمیم و خارِ زقّوم
سقر میں کھائیگا اے بے نمازی

ڈسیں گے گور میں جب مار و کژدم
کرے گا ہائے ہا اے بے نمازی

بہ طوقِ آتشی زنجیر ناری
تری ہوگی سزا اے بے نمازی

پکارے گی تجھے غصے سے دوزخ
کہ میرے پاس آ اے بے نمازی

بہت دنیا میں چکھے تر نوالے
ہوا اب لقمہ مرا اے بے نمازی

وہاں تو ناصحوں سے بھاگتا تھا
کہاں اب جائیگا اے بے نمازی

چکھاؤں گی مزہ میں آج تجھ کو
ترے انکار کا اے بے نمازی

جھکا سر زندگی میں ورنہ مر کر
بہت پچھتائے گا اے بے نمازی

تری مسلم نے کی ہے خیر خواہی
نہ ہو اس سے خفا اے بے نمازی

اے دلِ ناداں ہوشیار اک دن موت ہے
کیوں ہے غفلت میں ہے سرشار اکدن موت ہے

کھیل میں طفلی کٹی کھوئی جوانی خواب میں
اب ذرا پیری میں ہو بیدار اک دن موت ہے

عمر بھر لایا بجا حرص و ہوا کی پیروی
ہو ذرا خالق کا تابعدار اک دن موت ہے

اے دل آیا ہے یہاں تو کر کے عہدِ بندگی
یاد کر وہ قول اور اقرار اک دن موت ہے

چھوڑ کر شرک و نفاق و بدعت و فسق و فجور
بندگی میں جی لگا اے یار اک دن موت ہے

بخشوا اللہ سے جرم و خطا رو زار زار
پڑھ ہمیشہ دل سے استغفار اکدن موت ہے

اے اخی اس چار دن کی زندگی کی شان میں
کبر و نخوت سے نہ رہ زنہار اک دن موت ہے

دیکھ ٹک تو اس سرائے فانیہ کے حال کو
جو یہاں آیا اُسے ناچار اک دن موت ہے

ہو شہنشاہِ جہاں یا سیٹھ یا درویش ہو
یا گدائے نان یا زردار اک دن موت ہے

خوبرو یا زشت رو ہو یا قوی یا ناتوان
تندرست ہو یا کہ ہو بیمار اک دن موت ہے

مولوی ہو یا ہو جاہل پیر ہو یا ہو مُرید
یا ہو آقا یا ہو خدمتگار اک دن موت ہے

ہو پیمبر یا ولی یا غوث ہو یا ہو قطب
متقی ہو یا یہاں بدکار اک دن موت ہے

ہو ملک یا حور غلماں یا کہ ہو جن و پری
یا ہو سب مخلوق کا سردار اک دن موت ہے

یا محل سنگین بنگلہ بالاخانہ ہو یہاں
یا ہو ٹوٹا جھونپڑا گھر بار اک دن موت ہے

یا پھٹی گدڑی شکستہ پیرہن میں ہو گزر
یا ہو عمدہ جُبّہ و دستار اک دن موت ہے

یا یہاں کھاتا ہو زردہ قورمہ نان و پلاؤ
یا ہو پھیکا ساگ خشکا خور اک دن موت ہے

یا ہو قالین اور توشک فرشِ گل آرامگاہ
یا ہو فرشِ خاک پُر از خار اک دن موت ہے

بو علی سے کچھ نہ بن آئی نہ افلاطون سے
لا دوا ہے موت کا آزار اک دن موت ہے

جبکہ سب کو موت ہے اے بندۂ مسلم ضرور
واسطے تیرے بھی آخر کار اک دن موت ہے

یا الٰہی روز و شب توفیق احساں دے مجھے
شرمساری جرم و عصیاں سے تو ہر آں دے مجھے

یا الٰہی تو نگاہِ حفظ رکھ مجھ پر مدام
راہِ نیکی سے کہیں بہکا نہ شیطاں دے مجھے

توشۂ منزل سے ہوتی ہے مسافر کی گذر
زادِ راہِ آخرت اے ربِّ یزداں دے مجھے

دوں نہ ہاتھوں سے ترے در کی گدائی میں کبھی
گر کوئی اُس کے عوض تختِ سلیماں دے مجھے

میں تو ہوں یا رب سزاوارِ جہنم سر بسر
تو مجھے اپنے کرم سے باغِ رضواں دے مجھے

ذلت و خواری یہاں کی فخر ہے میرے لیے
تو جو اپنی بارگہ میں عزت و شاں دے مجھے

یا الٰہی باغِ دنیا میں اگر لایا ہے تو
غنچۂ مقصود سے بھر بھر کے داماں دے مجھے

بیٹھتے اُٹھتے ٹہلتے جاگتے سوتے ہوئے
اپنے ذکر و فکر سے اکدم نہ نسیاں دے مجھے

عضوہائے تن کو میرے اپنی مرضی میں لگا
خوف اپنا ظاہر و باطن میں یکساں دے مجھے

مجلسِ ناپاک کیشاں سے بچا کر صبح و شام
صحبتِ پاکیزۂ پرہیزگاراں دے مجھے

دور ہے منزل سے لیکن ڈگمگاتا ہے قدم
زورِ پا اے دستگیرِ ناتواناں دے مجھے

دردِ غم سے ہر گھڑی رہتی ہے ہر دم بے کلی
داروئے درد اے طبیبِ دردمنداں دے مجھے

مزرعۂ عقبیٰ ہے یہ دنیا بقولِ مصطفےٰ
یا الٰہی اس زراعت میں نہ نقصاں دے مجھے

یا الٰہی جب تلک جیتا رہوں ہر حال میں
خیر و شر پہچاننے کو نورِ ایماں دے مجھے

یا الٰہی شیشۂ خاطر مکدر سے بھلا
کس طرح دیکھوں تجھے تو نورِ عرفاں دے مجھے

یا الٰہی حشر میں جب تشنہ لب ہوں مرد و زن
کاسۂ کوثر شفیعِ اہلِ عصیاں دے مجھے

حال گمراہی کا اب دیکھا نہیں جاتا مجھے
جلد تر یا رب کوئی مہدیٔ دوراں دے مجھے

کھود ڈالوں بیخ شرک و بدعت و طغیان کی
یا الٰہی تو اگر اسباب و ساماں دے مجھے

التجا کر دل سے اے مسلم بدرگاہِ مجیب
تا رہائی نار سے وہ اہلِ غفراں دے مجھے

قطعہ تاریخ از مؤلف عبدالکریم مسلم عفی عنہ

تالیف جب ہوا یہ دیوان پُر ہدایت
پڑھ کر اسے ہوئے سب احباب دل سے شاداں

ممکن نہیں کہ ٹھہرے مضمون اس کا باطل
ہر شعر پر ہے اسکے شاہد حدیث و قرآں

امید رب سے ہے یہ کہ جس گھڑی چھپے گا
لیویں گے اہلِ سنت اسکو بقیمت جاں

مضمون کو جو اسکے سمجھے گا منصفی سے
حق دل پہ اُسکے ہوگا روشن بعون یزداں

پیش سعید اس کا ہر شعر ہے دل آرام
مردِ شقی کے دل میں لگتا ہے مثل پیکاں

اے مبتلائے ظلمت سمجھے تو تیرے حق میں
ہر ایک شعر اس کا ہے گوہرِ درخشاں

مسلم نے دل سے اپنے تاریخ اسکی پوچھی
بولا کہ اس کی ہجری لکھ تو چراغ ایماں

۱۳۰۶ھ

رسالہ نجم الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی راہ سیدھی تو نے جو مجکو دکھائی ہے
بُرائی شرک کی توحید کی خوبی سُجھائی ہے
معانی سنت و بدعت کی لفظوں کی بجھائی ہے
تعصب کی بلائے قید سے بخشی رہائی ہے
محض تیری نگاہِ لطف سے یہ رہنمائی ہے

پھروں تھا ٹھوکریں کھاتا بیابانِ ضلالت میں
پکڑ کر ہاتھ تو لایا مجھے راہِ ہدایت میں
کیا داخل مجھے پھر امت شاہِ رسالت میں
گِنا اپنے کرم سے سید احمد کی ارادت میں
کہ جسکی پیروی نے راہ سنت کی بتائی ہے

طریقہ اہل سنت کا مجھے جس دن سے بھایا ہے
کوئی کہتا ہے لامذہب کوئی گمرہ بتاتا ہے
کوئی میری امامت سے بدل انکار لاتا ہے
کوئی چشمِ غضب سے تیوریاں مجھ پر چڑھاتا ہے
صفائی اس لیے مذہب کی اپنے کہہ سنائی ہے

عزیزو بار سنت کا لیا سر پر جو ہو سو ہو
کیا اب نوش جام ساقی کوثر جو ہو سو ہو
اس راہ میں جان آبرو کھو کر جو ہو سو ہو
کروں منزل کو طے میں یا کہ جاؤں مر جو ہو سو ہو
بسوئے منزل مقصود دل سے لو لگائی ہے

عمل میں مذہب حنفی کی میں تقلید لاتا ہوں
قیاسی مسئلوں میں پیروی اُن کی بجا لاتا ہوں
قیاس انکا حدیثِ مصطفائی سے ملاتا ہوں
موافق ہے تو بہتر ورنہ ہاتھ اس سے اٹھاتا ہوں

اسی انداز کی تقلید میرے دل کو بھائی ہے

بدل ان چار مجتہدوں کو ہادی جانتا ہوں میں
قیاس حق و باطل قول کو پہچانتا ہوں میں
بلا تعیین کے تقلید انکی مانتا ہوں میں
نہ سم الفار و مصری کو ملا کر پھانکتا ہوں میں
بفضلِ ایزدی یہ حق شناسی میں نے پائی ہے

عزیزو آپ کو جب پیرو سنت بتاتے ہو
مخالف اپنے مذہب کے حدیثیں جبکہ پاتے ہو
محبت سیدِ کونینؐ کی منہ سے بتاتے ہو
عمل کرنے میں اُسکے کیوں بہانے پیش لاتے ہو
یہ کیسی حُبِّ نبویؐ پیرویِ مصطفائی ہے

محبت پنجتنؑ کی رافضی بھی تو جتاتے ہیں
مگر وہ پنجتنؑ کی پیروی سے منہ چھپاتے ہیں
غمِ حسنینؑ میں روتے ہیں اور آنسو بہاتے ہیں
بڑھاتے ہیں لبوں پر مونچھ اور داڑھی مونڈاتے ہیں
تمھیں بھی شاید ان لوگوں نے بو اپنی سنگھائی ہے

امام بوحنیفہ رہنمائے دین نے یارو
کہ قول احمدیؐ سے قول جو میرا مخالف ہو
کتابِ روضۃ العلماء میں فرمایا ہے جا دیکھو
تو ایسے قول باطل کو وہیں دیوار پر مارو
یہاں تقلید ان کی کس لیے تم نے اُٹھائی ہے

امام اعظمؒ و بویوسفؒ و زفرؒ و محمدؒ کو
تعصب سے جدا ہو کر ذرا انصاف سے سمجھو
بھلا تم کس طرح سے ایک اے یارو سمجھتے ہو
کہ جب اُنکے قیاس و رائے باہم مختلف ہیں تو
سمجھنا ایک چاروں کو سمجھ کی نارسائی ہے

اگر نعمانؒ ہی کی پیروی منظور ہے تو اب
اگر سمجھو کہ یہ شاگرد ہیں نعمانؒ ہی کے سب
زفرؒ سے اور محمدؒ سے ابو یوسفؒ سے کیا مطلب
ہوا اسواسطے چاروں کا ملکر ایک ہی مذہب
نہیں گو اُنکے اندر اتفاق اور ایک رائی ہے

تو ہم کہتے ہیں یہ کہ بوحنیفہؒ نے محمدؒ کو
اور ہیں شاگرد احمدؒ شافعیؒ کے پیر تو اے یارو
محمدؒ نے پڑھایا شافعیؒ کو یہ سمجھ رکھو
امام اعظمؒ محمدؒ شافعیؒ احمدؒ کے مذہب کو
کسی نے ایک ہی سمجھا تو اس میں کیا برائی ہے

اگر تحقیق کے پایہ سے اے متعصبو گر کر
تو بوبکرؓ و عمرؓ ہیں ان اماموں سے کہیں بہتر
محض تقلید ہی کا روگ تم نے لے لیا دل پر
حدیثِ کالنجوم آئی ہے اُنکی شان کے اندر
انھوں نے صحبتِ معصوم پیغمبر کی پائی ہے

میاں تقلید شخصی کو نہیں جب تک اُٹھاؤگے
کسی مذہب کی سنت سے اگر انکار لاؤگے
کہاں سب سنتیں تم ایک ہی مذہب میں پاؤگے
تو محشر میں رسول اللہؐ کو کیا منہ دکھاؤگے
کرو توبہ تعصب سے جو خوفِ کبریائی ہے

بھلا تقلید شخصی کو کہاں سے تم نے ٹھہرایا
نہ اجماعِ صحابہؓ سے کہیں اسکا پتہ پایا
خدا نے اور نبیؐ نے تو کہیں اسکو نہ فرمایا
قیاس ورائے سے اپنے نہ مجتہدوںؒ نے بتلایا
جدا اپنی شریعت تم نے یہ گھر سے بنائی ہے

صحابہؓ قول لیتے تھے کبھی صدیقؓ اکبر کا
وہاں یہ حال تھا ہرگز نہ اصحابِ پیمبرؐ کا
کبھی فاروقؓ کا فتویٰ کبھی عثمانؓ و حیدرؓ کا
کہ مذہب ہو جدا ہر کا مقرر یا لقب ہر کا
کہ فاروقی فلانا ہے فلانا مرتضائی ہے

جہاں خود سیدِ کونینؐ کی موجود سنت ہے
رسول اللہؐ کے ساتھ اُس مقلد کو بغاوت ہے
وہاں غیروں کے قول ورائے پر چلنا ضلالت ہے
نہیں وہ اہلِ سنت بلکہ مشرک فی الرسالت ہے
اگرچہ صورت اپنی اہلِ سنت کی بنائی ہے

تعجب ہے کہ کلمہ سیدِ ابرار کا پڑھنا
پھر اُن کے قول ہوتے دوسروں کی راہ پر چلنا
اور ان کے زمرۂ امت کے اندر آپکو کہنا
اور اپنے آپکو اُسکی طرف منسوب کر رکھنا
معاذ اللہ یہ کیسی نبیؐ سے بے وفائی ہے

کہا حضرتؐ نے امت میں مری فرقہ تہتر ہو
گئے پوچھے کہ ان میں کون فرقہ راستی پر ہو
بہتر دوزخی اور ایک کا فردوس میں گھر ہو
تو فرمایا جسے منظور یاں وہ راہ انور ہو
جو میں نے اور مرے اصحابؓ اور یاروںؓ نے پائی ہے

اگر ہو قول مجتہد و امام و پیر کا لینا
کھرا نکلے تو دستور العمل اپنا بنا لینا
تو اول ہے اُسے معیارِ سنت سے لگا دینا
اگر کھوٹا نکل آوے تو ہاتھ اُس سے اُٹھا لینا
زرِ ناقص کو لے کر منفعت کس نے اُٹھائی ہے

اس اقلیمِ شریعت اور آفاقِ طریقت میں
وہ اجلاسِ خلافت اور دیوانِ امامت میں
جہانِ معرفت کے بیچ اور ملکِ حقیقت میں
اور احکامِ اطاعت میں اور ارکانِ عبادت میں
کسی کی کب شہِ دیں کے سوا فرماں روائی ہے

تعجب تھا کہ یارب کیوں نہیں ہوتا اثر اُن کو
دکھائیں سیکڑوں لا لا حدیثِ معتبر اُن کو

کہا جاہل نے کہ اے ناصح نہ اتنا تنگ کر انکو ۔ یہ خورشید خبر ہرگز نہ آئے گا نظر انکو
گھٹا کالی تعصب کی دلوں پر اُنکے چھائی ہے

کلامِ خالقِ جن و بشر تو پیشتر لیجے ۔ تب اُسکے بعد قولِ حضرت خیر البشر لیجے
تب اصحابؓ رسول اللہ کا حکم اثر لیجے ۔ تو بعد اُسکے فقیہوں کا قیاس معتبر لیجے
تسلسل یہ بزرگانِ شریعت نے جمائی ہے

کوئی تقلید شخصی کے تئیں واجب بتاتا ہے ۔ کوئی منکر کو اس کے فاسق و گمرہ بتاتا ہے
کوئی مکہ مدینہ کی سند لا لا سُناتا ہے ۔ کوئی چاروں مصلوں سے دلیلیں پیش لاتا ہے
یہ ساری حجتیں ان کی تعصب کی ہوائی ہے

غضب تو یہ کہ بیخوف و خطر جو سود کھاتا ہے ۔ نشہ خوری و بدکاری میں جو عیشیں اُڑاتا ہے
اُسے کوئی نہیں گمراہ و لامذہب بتاتا ہے ۔ کرے رفع الیدین آمین تو مذہب سے جاتا ہے
یہانتک تو تعصب نے سمجھ اُنکی اُڑائی ہے

جو ہو جس مسئلہ سے بیخبر سو پوچھ لے جا کر ۔ کسی مفتی سے جو ہو واقفِ اخبارِ پیغمبرؐ
مگر تقلید اُسکی خاص کر لینا نہیں بہتر ۔ روا ہے دوسرے مفتی سے فتوےٰ پوچھنا اسپر
یہی تقلید ہے جس کی خبر قرآں میں آئی ہے

روش تقلید شخصی کی روا ہے اُس مقلد پہ ۔ کہ جو واجب نہ سمجھے اس روش کو دین کے اندر
زروئے احتیاط و اِتقا یا ضیق میں آکر ۔ عمل کر لے خوشی سے دوسرے مذہب کے فتوے پر
تو اس تقلید شخصی میں نہیں کچھ بھی بُرائی ہے

کہا کرتے ہیں یوں اہلِ تعصب ہم غریبوں سے ۔ کہ ہمکو فقہ کافی ہے نہیں مطلب حدیثوں سے
ہماری عرض ہے اس گفتگو پر اُن عزیزوں سے ۔ کہ جب سارے مسائل میں غرض ٹھہری فقیہوں سے
تو مسلم ترمذی کا نام لینا بے حیائی ہے

ابو یوسفؒ اور محمدؒ کی ہوئی تحقیق جب کامل ۔ ہزاروں قول اُنھوں نے کر دیے اُستاد کے باطل
بقول صاحبین اکثر ہے فتوےٰ دیکھ لے عادل ۔ خطا سے مجتہد کو پاک ٹھہرانا ہے لاحاصل
صفت معصومیت کی خاص جاہِ انبیائی ہے

اماموں کی خطا اور چوک پر جو مردِ ناہنجار ۔ نکالے حق میں ان ارکانِ دیں کے طعن کی گفتار
اور استنباطِ مجتہدین کو سمجھے محض بے کار ۔ ہے اُسکو صاف فاعتبروا اولی الالباب سے انکار

مرے نزدیک وہ بھی ایک گمراہو نکا بھائی ہے

نہیں کہتا ہیں اے یارو کہ تم حنفی نہ کہلاؤ
قیاسِ معتبر سے بھی امام اعظمؒ کے باز آؤ
مگر ہاں جس جگہ پر تم حدیثِ احمدیؐ پاؤ
سعادت جان کر اپنی عمل اُسپر کیے جاؤ
رسول اللہ کی الفت اگر دل میں سمائی ہے

مقابل میں حدیثوں کے خطائے مجتہد پاکر
نہ لانا لفظ بے ادبی کا انکی شان کے اندر
سمجھنا دل سے ان کو پیشوائے دین پیغمبرؐ
بحکم اُترکوا قولی عمل کرنا حدیثوں پر
اسی تقلید سے حق میں مقلد کے بھلائی ہے

اگر تم آرزو اُس بات کی رکھتے ہو اے یارو
کہ روئے شاہدِ حق جلوہ گر دلبر ہمارے ہو
تعصب کی سیاہی دیدۂ خاطر سے دھو ڈالو
منگا کر دیکھ لو آئینہ شرح مسلم کو
اصولِ فقہ میں تم کو اگر کچھ بھی رسائی ہے

جنابِ عائشہؓ سے ابن ماجہ میں روایت ہے
نہ کہنا جہر سے آمین پیغمبر کی سنت ہے
بجالانا اسے ایمانداروں کی علامت ہے
مگر چڑھ صفا برا کہنا یہودیونکی خصلت ہے
مسلمانو! یہ خوئے بد تمھیں کس نے سکھائی ہے

مسلمانوں اگر ہے علم پڑھنے کی ہوس تم کو
تو قرآن و خبر پڑھنا یہی کافی ہے بس تم کو
ریاضی اور منطق کے نہیں لازم سبق تم کو
انھیں مارِ سیہ سمجھو نہ لیویں ڈس کہیں تم کو
کہ جس نے انکے صدہا کی مسلمانی مٹائی ہے

زمانہ اب تو فتنہ کا آپہونچا ہے امت میں
کہ آئی ہے خبر جسکی حدیثوں کی روایت میں
سہے گا سختیاں اسوقت جو اجرائے سنت میں
سو لیگا شان و عزت سو شہیدونکی قیامت میں
یہاں ملعونوں کی اس نے سیکڑوں تلوار کھائی ہے

کیا تیار میں نے اس مخمس کو بدشواری
کہ شاید دے سمجھ سبکو جنابِ حضرتِ باری
لگے سنت رسولِ احمدِ مختار کی پیاری
اُٹھے تقلید شخصی کی دلونسے روگ بیماری
عزیزو تجھنے کیوں مجھ پر بھلا تیوری چڑھائی ہے

کہانتک ابتو اے مسلم دماغ اپنا دکھاویگا
سعید ازلی کو اتنا ہی سنانا کام آوے گا
اگر بدبخت کو تو ایک دفتر کہہ سناوے گا
تجھی کو بلکہ وہ الٹا ہی لامذہب بتاویگا
خدا نے مہر اُسکی فہم و دانش پر لگائی ہے

مسدس در خوبی سنت و مذمت بدعت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اول تو فرض طاعتِ پروردگار رہے
پھر پیرویِ سنتِ اصحابؓ یار رہے
پھر اتباعِ شافعِ روزِ شمار رہے
پھر مہدیِ زماں کی اطاعت بکار رہے
سنیِ خوش نصیب کو باغ و بہار رہے
بد بخت بدعتی کو جہنم کی مار رہے

سنت کی پیروی سے خدا کا حبیب ہو
دنیا میں ظلِ رحمت ربِ مجیب ہو
دوزخ کی آنچ دور ہو جنت قریب ہو
محشر میں مصطفٰے کی شفاعت نصیب ہو
سنیِ خوش نصیب کو باغ و بہار رہے
بد بخت بدعتی کو جہنم کی مار رہے

سنی وہی ہے ٹھیک جو سنت کرے قبول
سنت سے باغ باغ ہو بدعت سے ہو ملول
ہر شادی و غمی میں رہے پیروِ رسولؐ
بزم نکاح اسکی ہو جوں حیدرؓ و بتولؓ
سنیِ خوش نصیب کو باغ و بہار رہے
بد بخت بدعتی کو جہنم کی مار رہے

سنت نبیؐ کی دین کی اصلِ اصول ہے
سنی کی بھول چوک میں نیکی حصول ہے
سنت کی پیروی میں عبادت قبول ہے
ہر نیکی بدعتی کی بدی میں شمول ہے
سنیِ خوش نصیب کو باغ و بہار رہے
بد بخت بدعتی کو جہنم کی مار رہے

کہتے ہیں جسے لوگ حقیقت و طریقت
وے ڈالیاں ہیں بیخ ہے ان سب کی شریعت
رکھا ہے جس کا نام مشائخ نے معرفت
ہو جڑ نہ پائدار تو جائے شجر اُلٹ
سنیِ خوش نصیب کو باغ و بہار رہے
بد بخت بدعتی کو جہنم کی مار رہے

سنت میں امتحان ہے ہر دیندار کا
حاجی کا ہر نمازی کا ہر روزہ دار کا
واعظ کا مولوی کا تہجد گذار کا
صوفی کا ہر فقیر کا ہر نیک کار کا
سنیِ خوش نصیب کو باغ و بہار رہے

بد بخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

اُڑتے اگرچہ ہوئیں ہوا پر فقیر جی
دریا کو پیرتے ہوں تو یا تر نہ ہو کبھی
گھستے ہوں آگ میں تو نہ جلتا ہو بال بھی
سنت کے ہوں خلاف تو سمجھو اُنھیں غوی

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے
بد بخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

آلِ نبیؐ جو مسلکِ سنت کو چھوڑ کر
کل بدعتی سے پیشِ خدا ہے وہ خوار تر
چلتا ہے کارِ دین میں بدعت کی راہ پر
بھولا ہے راہ آپ کو کہلا کے راہ بر

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے
بد بخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

افسوس ان دنوں وہ زمانہ پدید ہے
بدعت کا زور شور قریب و بعید ہے
کہ ہر کسی کا ایک طریقہ جدید ہے
سنی کو ایسے وقت میں اجرِ شہید ہے

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے
بد بخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

ہو جب ظہور بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْر کا
بدحال تشنگی سے ہو اہلِ نشور کا
بازار گرم حُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْر کا
سنی کو جام دیں گے شرابِ طہور کا

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے
بد بخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

جس نے کہ کر کے اہلِ ضلالت کی پیروی
باہر ہوا وہ دائرۂ اسلام سے شقی
سنت سے منہ کو موڑ کے بدعت کی راہ لی
جان اُسکو مشرکوں کا برادر تو اے اخی

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے
بد بخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

سنی ہے خاص نائب سرکار مصطفا
ہے بدعتی خلیفۂ ابلیس بے حیا
پھیلا رہا ہے ہر سو طریقہ حدیث کا
کوشش میں ہے کہ جلوۂ سنت کو دوں بجھا

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے
بد بخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

سنی کا جس گھڑی ہو گزر پل صراط پر ۔۔۔ یکدم میں مثلِ برق کے کر جائیگا سفر
جسدم دھرے گا پل پہ قدم بدعتی خر ۔۔۔ کٹ کر گرے گا قعرِ جہنم میں بے خبر

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے
بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

سنی کی گور نور سے پُر نور ہوئے گی ۔۔۔ عطر و گلاب و مشک سے معمور ہوئے گی
اور بدعتی کی چوں شبِ دیجور ہوئے گی ۔۔۔ مارے تپش کے صورتِ تنور ہوئے گی

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے
بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

لاویگی گور پیرو سنت کے ساتھ پیار ۔۔۔ لڑکے کو جیسے گود میں کرتی ہے ماں دولار
داب گی بدعتی کے بدن کو شکنجہ وار ۔۔۔ ڈالے گی اسکی پسلی و ہڈی کو توڑ تاڑ

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے
بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

کرتا ہے جان و دل سے جو سنت کی پیروی ۔۔۔ وہابی اسکو کہتے ہیں سب مل کے بدعتی
وہابی کس طرح نہ ہو مقبولِ ایزدی ۔۔۔ وہابی میں جو پایا ہے سو ہے یائے نسبتی

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے
بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

اُمت ہے مصطفےٰ کی تہتّر گروہ کی ۔۔۔ ناجی ہے ان میں ایک بہتر ہیں دوزخی
ناجی ہے جس نے مسلکِ سنت قبول کی ۔۔۔ ناری ہے جس گروہ نے بدعت کی راہ لی

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے
بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

سنت کے برخلاف کو مرشد نہ کیجیے ۔۔۔ ہاتھ اپنا اس کے ہاتھ میں ہرگز نہ دیجیے
تسبیح و تاج و جبہ پر اُسکے نہ بھولیے ۔۔۔ اس پیر جی کو نائبِ ابلیس بوجھیے

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے
بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

جو پیروِ رسول ہے کامل اُسی کو جان ۔۔۔ عارف وہی ہے ذاکر و شاغل اُسی کو جان

عامی محض ہے تب بھی تو فاضل اُسی کو جان | سو عاقلوں کے بیچ میں عاقل اُسی کو جان

سُنّیِ خوش نصیب کو باغ و بہار ہے
بد بخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

سنی ستم اُٹھاتے ہیں سنت کے واسطے | گالی و مار کھاتے ہیں سنت کے واسطے
گھر مال و زر لٹاتے ہیں سنت کے واسطے | آخر کو سر کٹاتے ہیں سنت کے واسطے

سُنّیِ خوش نصیب کو باغ و بہار ہے
بد بخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

مسلم کی بعد ختم مسدس کے ہے دعا | کہ بخش دیجو میرے گناہوں کو یا خدا
محفوظ رکھ کے آفتِ بدعت سے تو سدا | سنت کی اتباع میں کامل مجھے بنا

سنیِ خوش نصیب کو باغ و بہار ہے
بد بخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در فضائل تعمیر مسجد

جب نام پڑا صاحب اسلام ہمارا | تعمیر مساجد بھی ہوا کام ہمارا
اس کام سے گر بخت ہو ناکام ہمارا | اسلام کا دعویٰ ہے محض خام ہمارا

ہے خانۂ حق رونق اسلام ہمارا | حق باب میں اُس گھر کے لکھے نام ہمارا

ہے شعبۂ ایمان سے مسجد کا بنانا | اسباب و زر و مال و ہنر اُس میں لگانا
اخلاص کے ساتھ ہمت جانی کو لڑانا | تکلیف و مشقت کی بلا سر پہ اُٹھانا

ہے خانۂ حق رونق اسلام ہمارا | حق باب میں اُس گھر کے لکھے نام ہمارا

زردار کو زر پاک اگر ہاتھ میں آوے | اس مال کو مسجد کے بنانے میں لگاوے
گھر اُس کا خدا دانۂ موتی کا بناوے | تخت اُسکے لیے روضۂ رضواں میں بچھاوے

ہے خانۂ حق رونق اسلام ہمارا | حق باب میں اُس گھر کے لکھے نام ہمارا

منھ کام سے مسجد کے چراتا ہے جو واہی | رکھتا ہے منافق کی طرح دل میں سیاہی
آوے گا کبھی اُسپہ یہاں قہر الٰہی | اولاد زر و جان کی دیکھے گا تباہی

ہے خانۂ حق رونق اسلام ہمارا | حق باب میں اُس گھر کے لکھے نام ہمارا

جس مرد کا چمکا ہے بھلائی سے ستارہ — کیونکر وہ کرے خدمتِ مسجد سے کنارہ
لے ٹوکری اینٹوں کی اور سُرخی وگارہ — پہونچاوے جہاں راج کرے اسکو اشارہ
ہے خانۂ حق رونقِ اسلام ہمارا — حق باب میں اُس گھر کے لکھے نام ہمارا

ہیں سیکڑوں مسجد کے شکستہ در و دیوار — سنگین سُنہری ہیں صنم خانۂ کفار
غیرت نہیں جب آتی مسلمانونکو اے یار — تو ایسے مسلمانوں پر اللہ کی پھٹکار
ہے خانۂ حق رونقِ اسلام ہمارا — حق باب میں اُس گھر کے لکھے نام ہمارا

میں زور حکومت کا اگر ہاتھ میں لاتا — بتخانۂ کفار سیہ دل کو مٹاتا
اُس دیر کی جا مسجدِ اسلام بناتا — دل دیر و صنم پوجنے والوں کا جلاتا
ہے خانۂ حق رونقِ اسلام ہمارا — حق باب میں اس گھر کے لکھے نام ہمارا

تقدیر اگر کاش کہ کرتی مری یاری — دیتا مجھے دینار و درم حضرتِ باری
تو کہنہ و بوسیدہ پڑیں مسجدیں ساری — سنگین بناتا میں بصد نقش و نگاری
ہے خانۂ حق رونقِ اسلام ہمارا — حق باب میں اس گھر کے لکھے نام ہمارا

کرتا ہے جو مسجد کی پلیدی سے حفاظت — یا روشنی و فرش و چٹائی سے حفاظت
یا رکھے جو پانی کا گھڑا بہر طہارت — ملتی ہے اُسے خدمتِ مسجد کی سعادت
ہے خانۂ حق رونقِ اسلام ہمارا — حق باب میں اس گھر کے لکھے نام ہمارا

اب جلد دکھا بندۂ مسلم کو الٰہی — تو سلطنتِ ہند میں اسلام کی شاہی
تا دیر و صنم گہ سے اُٹھے گردِ تباہی — ہر مسجدِ بوسیدہ کی ہو پشت پناہی
ہے خانۂ حق رونقِ اسلام ہمارا — حق باب میں اس گھر کے لکھے نام ہمارا

حکایت ابلیس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پس از حمد شکرِ خدائے انام — درود و سلام رسولِ کرام
ذرا گوش دل سے یہاں لے اخی — حکایت سنو مجھ سے ابلیس کی
جب آدم کا پتلا بنایا گیا — لباسِ خلافت پنہایا گیا
ہوا تب ملائک کو فرمان رب — کہ آدم کو سجدہ کرو سب کے سب
گرے سارے سجدے میں بے قال وقیل — مگر ایک ابلیس لایا دلیل

کہ میں ہوں بنا آتش پاک سے / اور آدم بنایا گیا خاک سے
دھروں کس طرح اُسکے آگے جبیں / کہ ہے خاک سے آگ افضل کہیں
ہوا حکمِ خالق زروئے عتاب / کہ یاں سے کرو دور اسکو شتاب
ابھی اس کی پیشانیِ نور کو / سیاہیِ لعنت سے کالا کرو
گروہِ ملک سے نکالو اسے / فلک سے زمیں پر گرادو اسے
یہ اپنی فقاہت کے آگے لعیں / مری نص واضح کا قائل نہیں
خودی میں گرفتار ہو کر بشوق / گلے میں لیا اپنے لعنت کا طوق
جبھی سے بحکمِ خدائے انام / پڑا اس کا شیطان مردود نام
تب اس نے کیا عرض اے ذوالجلال / تری بارگہ میں ہے میرا سوال
جو مردود تو نے بنایا مجھے / فلک سے زمیں پر گرایا مجھے
عطا کر مرے واسطے کوئی گھر / کہ جس میں رہوں جا کے شام وسحر
کہا حق نے گھر تیرا احمام ہے / اُسی میں تجھے چین وآرام ہے
کہا پھر کہ اے رب بالا وپست / مقرر ہے کیا میری جائے نشست
کہا حق نے بازار میں کر نشست / چوراہے تراہے میں کر بازگشت
کیا عرض پھر اس نے اے کبریا / مرے واسطے کوئی کھانا بتا
کہا حق تعالےٰ نے اے نابکار / جو مردہ ہوا آپ سے جاندار
تو کھا اُسکو اور دوسرا وہ طعام / کہ جس پر نہ لیں حق تعالیٰ کا نام
کیا عرض پھر حق تعالیٰ سے یوں / کہ یارب بتا کون پانی پیوں
ہوا حکم جو نشہ آور ہے چیز / پیا کر سدا اُسکو اے بے تمیز
ہوا ملتجی حق سے پھر وہ رجیم / مؤذن مرا کون ہے یا کریم
کہا حق تعالیٰ نے سُن اے شقی / مؤذن تو اپنا سمجھ بانسلی
تو پھر عرض کرنے لگا اے خدا / بتا میرا قرآن ہے کون سا
کہا شعر گو اپنا قرآن جان / بھری جسمیں ہو جھوٹ کی داستان
ہوا ملتمس حق سے پھر بے حیا / کہ لکھنے کا میرے ٹھکانا بتا
کہا حق نے لے سوزنِ گودنا / تو حرف اپنا انسان پر گودنا

کیا عرض پھر اُس نے اے پاکذات
کہا حق نے سیج میں نہ لب کھولنا
کیا عرض پھر اس نے رب البشر
کہا حق نے اے رہبرِ گمرہاں
کیا عرض پھر اس نے ربُّ الاَنام
کہا حق نے جادو ترا کام ہے
کیا عرض ابلیس نے یا الٰہ
اور اے رب عطا کر مجھے دام صید
ہوا اُس کو ارشادِ پروردگار
ترا صید گہ اور دامِ شکار
پھنسے اُس میں کیسا ہی دانا شکار
جب ابلیس نے دل کی پائی مراد
حکایت ہوئی ختم ابلیس کی
الٰہی تو ہے بادشاہوں کا شاہ
تو سُنتا ہے بندوں کی اپنے پکار
تری بارگہ میں جو سائل ہوا
کیا تجھ سے شیطاں نے کیسا عناد
تو پھر کون ہے دوسرا اس سے بد
کروں عرض میں تجھ سے کیا اے غفور
تو اپنے محض لطف و احسان سے
لگا ہے ہر سمت شیطاں نے گھات

بتا تو مقرر ہے کیا میری بار
جہاں بولنا جھوٹ ہی بو
بتا میرا ہے کون پیغام بر
تو اپنا پیمبر نجومی کو جا
تو فرما مرے واسطے کوئی کا
مرادوں کا تیرے سرانجام ہ
تو کر دے مقرر مرا صید گاہ
کہ جس سے کروں جلد میں صید قید
کرلے مدعا اپنا اے نابکار
مقرر ہوئیں عورتیں گلعذار
نہیں اُسکو ہرگز مجالِ فرار
ہوا خرّم و شاد حد سے زیاد
اُٹھاتا ہوں دستِ دعا اے اخی
ترے آگے ہے سب کی نیچی نگاہ
اگرچہ ہو کیسا ہی وہ گنہگار
وہیں مدعا اُس کا حاصل ہوا
پھر او وہ بھی در سے ترے با مراد
کہ جس کی دعا تیرے در سے ہو رد
تو خود ہے علیم بذات الصدور
بچانا مجھے دامِ شیطان سے
کہ فرزندِ آدم نہ پاوے نجات

دعا تجھ سے مسلم کی ہے یا کریم
کہ رکھ راہِ حق پر مجھے مستقیم

تمام شد

بات
ولنا
بر
ن
م
ہے
ہ
ید